مولانا محمد شریف بلغاری

نام کتاب ________ عصرِ حاضر میں نوجوانوں کی ذمہ داریاں

تالیف ________ مولانا محمد شریف بلغاری

تعداد .... دوہزار

اشاعت دوم .... جنوری 2004ء

ناشر .... دارالاندلس

ملنے کا پتہ

دارالاندلس

مرکز القادسیہ 4 لیک روڈ چوبرجی لاہور

فون: 7231106-7230549

مقدمہ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ والصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلیٰ اَشْرَفِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَبَعْدُ !

''نوجوان'' ایسی نسل ہے کہ جس کی ہر دور اور معاشرے میں مسلمہ قدر و قیمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں حضرت یوسف علیہ السلام اور اصحاب کہف کے علاوہ بھی بہت مقامات پر نوجوانوں کے کردار کی تعریف کی ہے۔ اصحاب کہف کے متعلق اللہ فرماتا ہے:

''جب وہ جوان غار میں جا رہے تو کہنے لگے کہ اے ہمارے پروردگار ہم پر اپنے ہاں سے رحمت نازل فرما اور ہمارے کام میں درستی (کے سامان) مہیا کر۔''

آگے فرمایا:

''ہم ان کے حالات تم سے صحیح صحیح بیان کرتے ہیں۔ وہ کئی جوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے تھے اور ہم نے ان کو اور زیادہ ہدایت دی تھی۔

اور ان کے دلوں کو مربوط (یعنی مضبوط) کر دیا جب وہ (اٹھ) کھڑے ہوئے تو کہنے لگے کہ ہمارا پروردگار آسمانوں اور زمین کا مالک ہے ہم اس کے سوا کسی کو معبود (سمجھ کر) نہ پکاریں گے۔ (اگر ایسا کیا) تو اس وقت ہم نے بعید از عقل بات کہی۔" (سورۃ الکھف)

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے بھی جا بجا صالح جوانوں کے کردار کی تعریف کی۔ فرمایا:

"سات آدمی ہیں کہ اللہ اس روز انہیں اپنے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ان میں ایک "ایسا نوجوان جس نے اپنے رب کی عبادت میں نشو ونما پائی۔"

(بخاری ومسلم)

گویا کہ اگر نوجوان طبقہ صالح کردار ادا کرنے والا ہو تو اللہ او اس کا رسول بھی تعریف کرتے ہیں لیکن اگر یہی طبقہ شر وفساد کا رسیا ہو جائے تو پورے معاشرے پر اللہ کا غضب نازل ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال قوم لوط پر نازل ہونے والے عذاب الٰہی سے لی جاسکتی ہے۔

محترم مولانا محمد شریف بلغاری نے "عصر حاضر میں نوجوانوں کی ذمہ داریاں" میں اسی حوالے سے بات کی ہے اور نوجوانوں کے دونوں کردار پیش کئے ہیں۔ اگر یہ جوان ایمان، عمل صالح اور صبر واستقامت کے جوہر لیے میدان جہاد طرف

بڑھنے والے بن جائیں۔

تو آج بھی بڑی بڑی طاقتوں کی کمر توڑ سکتے ہیں اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے سب سے مستحسن کردار انہیں کا ہوتا ہے لیکن اگر یہ طبقہ عریانی و فحاشی اور بے راہ روی کا شکار ہو جائے تو معاشرہ جہنم زار بن جاتا ہے۔

نوجوان کا کردار اسلام کے رنگ میں رنگنے کے لیے محترم شریف بلغاری صاحب کی اس کتاب کو ''دارالاندلس'' پیش کر رہا ہے۔ ہر نوجوان کو اسے پڑھنا چاہیے اور اس دور کے فرعونوں کے مقابلے کے لیے میدان گرم کرنے چاہیے۔

جزاکم اللّٰہ خیراً

آپ کا بھائی

محمد سیف اللہ خالد

مدیر ''دارالاندلس''

عصر حاضر میں نوجوانوں کی ذمہ داریاں

زمانۂ طالب علمی میں " هَا نَحۡنُ الشَّبَابُ ! اَیۡنَ قَائِدُنَا " کے عنوان پر مقالہ لکھنے کے لیے خُطہ تیار کیا۔ مواد کی تلاش میں مختلف لائبریریوں کا رخ کیا تو ایک کتاب " دَوۡرُ الشَّبَّابِ فِیۡ حَمۡلِ رِسَالَةِ الۡاِسۡلَامِ " ہاتھ لگی۔ اس کا مطالعہ کیا تو ایک حد تک دل کی ارمان پورا ہوا۔ اس کتاب کے ترجمہ واضافہ کے ساتھ اردو کا قالب دے کر نذر قارئین کیے دیتا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے نوجوانوں کو تبلیغ کی امانت کی ادائیگی کے لیے تیار کرنے میں بہت سے حالات و مناسبات میں قیمتی فرمودات ارشاد فرمائے جیسا کہ آپ ﷺ نے نوجوانوں کے دلوں میں اللہ کا خوف پیدا کرنے کے لیے فرمایا:

《 عَنۡ عُقۡبَةَ بۡنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ اِنَّ اللّٰهَ لَیَعۡجَبُ مِنَ

الشَّابِّ الَّذِیْ لَیْسَتْ لَہٗ صَبْوَۃٌ)) ❶

''اللہ تعالیٰ اس نوجوان کو پسند فرماتا ہے جس میں کم عمری کی نادانی نہ ہو۔''

اور نوجوانوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت کو لازم پکڑنے، حوادثات اور خوف کے وقت اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرنے کی اہمیت جتلانے کے لیے فرمایا:

((عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: سَبْعَۃٌ یُّظِلُّھُمُ اللّٰہُ فِیْ ظِلِّہٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ (وَ عَدَّ مِنْھُمْ) شَابٌّ نَشَأَ فِیْ عِبَادَۃِ اللّٰہِ)) ❷

''اللہ تعالیٰ سات قسم کے لوگوں کو قیامت کے دن اپنے سائے میں جگہ دے گا۔ ان میں سے ایک وہ نوجوان ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں پرورش پائی ہو۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے نوجوانوں کو وقت کو غنیمت جاننے کی طرف توجہ دیتے ہوئے فرمایا:

....

❶ ''حسن'' مسند احمد : ٤/ ١٥١، حدیث : ١٧٣٧١۔ مجمع الزوائد : ١٠/ ٢٧٠۔ کتاب السنۃ لابن ابی عاصم : ١/ ٢٥٠، حدیث: ٥٧١۔

❷ صحیح البخاری ، کتاب الزکاۃ باب الصدقۃ بالیمین حدیث : ١٤٢٣۔ صحیح مسلم ، کتاب الزکاۃ باب فضل اخفاء الصدقۃ حدیث : ٢٣٧٧ ۔

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِرَجُلٍ وَهُوَ یَعِظُهُ اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ ، حَیَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ وَ صِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ وَ فَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ وَ شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ وَ غِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ)) ❶

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جان لو، زندگی کو موت سے پہلے، صحت کو بیماری سے پہلے، فراغت کو مصروفیت سے پہلے، نوجوانی کو بڑھاپے سے پہلے اور مالداری کو فقیری سے پہلے۔''

اور رسول اللہ ﷺ نوجوانوں کو احساس ذمہ داری دلاتے ہوئے قیامت کے دن رب العالمین کے سامنے جواب دہ ہونے کے بارے میں فرماتے ہیں:

((عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ لَا تَزُوْلُ قَدَمَا ابْنِ آدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهٖ حَتّٰی یُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ ، عَنْ عُمْرِهٖ فِیْمَا اَفْنَاهُ وَ عَنْ شَبَابِهٖ فِیْمَا اَبْلَاهُ وَ عَنْ مَالِهٖ مِنْ اَیْنَ اِکْتَسَبَهٗ وَ فِیْمَا اَنْفَقَهٗ وَ مَا ذَا عَمِلَ فِیْمَا عَلِمَ)) ❷

❶ المستدرك للحاکم ۷۸۴۶/۳۔ حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح علی شرط الشیخین ھے۔ امام ذھبی نے اس کی موافقت کی اور شیخ البانی نے بھی صحیح الجامع : ۱۰۷۷ میں اس کو صحیح کہا۔

❷ ''حسن'' جامع ترمذی ، کتاب صفة القیامة : ۲۴۱۶۔ الصحیحة : ۹۴۶۔

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ روز قیامت بندے کا قدم اس وقت تک حرکت نہیں کر سکے گا، جب تک اس سے چار چیزوں کے بارے میں پوچھا نہ جائے گا۔ اس کی عمر کے بارے میں کہ اسے کس چیز میں ضائع کیا، اس کی جوانی کے متعلق کہ اسے کس چیز میں ختم کیا اور اس کے مال کے بارے میں کہ اسے کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا اور اس کے علم کے بارے میں کہ کس حد تک عمل کیا۔''

نوجوانوں کے نفوس کو نشہ و انحراف سے بچانے اور شادی کر کے عزت نفس کو بچانے کے لیے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهٗ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَ أَحْصَنُ لِلْفَرَجِ))[1]

''اے نوجوانوں کی جماعت! اگر تم میں سے کسی کو شادی کی قدرت ہو تو اسے ضرور شادی کر لینی چاہیے، کیونکہ یہ آنکھیں نیچے رکھنے اور بدکاری سے بچنے کا ذریعہ ہے۔''

---

[1] صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب قول النبی ﷺ من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج حدیث: ۵۰۶۵۔ صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب استحباب النکاح لمن تاقت نفسه ووجد مؤنة: ۳۳۸۴۔

بھائیو!...... یہ ہیں وہ اصلاحی تعلیمات جو رسول اللہ ﷺ نے نوجوانوں کو صحیح مسلمان بنانے، انسانی شخصیت اور اجتماعی ذہن بنانے کے لیے دیں، اس نہج پر نوجوانوں کی تربیت کا مقصد یہ تھا کہ مسلم نوجوان روحانی، اخلاقی، عقلی، جسمانی، نفسیاتی اور تمام شخصی کمالات سے مزین ہوسکیں، ان تمام اوصاف کو وہ پوری طرح اپنے اندر سموئیں تو نوجوان دین اسلام کی امانت اٹھانے میں زیادہ پر عزم اور مسئولیت کی ادائیگی میں طاقتور اور مبادیٔ اسلام کا التزام کرنے میں زیادہ قوی ہوں گے۔ اس طرح بغیر کسی کمزوری و عاجزی کے اس دور کے مختلف فتنوں کا مقابلہ کرنے میں کسی قسم کے یاس وقنوط ان کے قدم ڈگمگا نہ سکیں گے۔ اس طرح نوجوان ثابت قدم، پختہ مومن، مجاہد اور اسلام کے پیغام کی ادائیگی میں استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے عزت کی زندگی یا شہادت کی موت کے لیے تیار رہیں گے۔ نوجوان نسل ہر زمانے میں اور ہر جگہ تاریخ کے ہر دور میں امت اسلامیہ کا ستون رہا ہے اور اسلام کی عزت وترقی کا منبع دین کی علمبرداری اور اس کے لشکر کی کمان بھی نوجوانوں کے ہاتھوں میں ہی رہی ہے۔

وہ مومن گروہ جو ابتدائے اسلام میں دارارقم میں تھا، وہ کون لوگ تھے؟ وہ نوجوان ہی تھے۔ ان کی آنکھیں شرم سے جھکی ہوئی، ان کے پاؤں باطل سے دور، کثرت عبادت کے پتلے، بااخلاق، صبر کرنے والے اور ان کا کام تبلیغ و جہاد تھا۔ کیا جانتے ہو اے نوجوانو! اسی مومن گروہ کے ہاتھوں سے جنھوں نے مدرسہ نبوی سے

تربیت پائی، انہی کے ذریعے اسلام نے انسانیت کے اندر اپنے جھنڈے کو بلند کیا اور اسلام کے تسلط نے زمین میں وسعت پائی اور دنیا جہاں میں اس کی دعوت عام ہوئی اور ہمارے پیارے رسول ﷺ پر چالیس سال کی عمر میں وحی نازل ہوئی، اور یہ کمال شباب کا دور ہوتا ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے تین سال چھوٹے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب مسلمان ہوئے تو ۲۷ سال کے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی رسول اللہ ﷺ سے چھوٹے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ان تمام سے چھوٹے تھے۔

اسی طرح عبداللہ بن مسعود، سعید بن زید، عبدالرحمٰن بن عوف، بلال بن رباح مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہم وغیرہ دیگر سینکڑوں بلکہ ہزاروں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نوجوان تھے۔ یہی وہ نوجوان ہیں جو صف اول کے داعیوں میں سے تھے، جنہوں نے دعوت الی اللہ کے جھنڈے کو اٹھایا اور جہاد مقدس کے علم کو بلند کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں بہت بڑی مدد عطا کی اور بہت بڑی سلطنت بخشی۔ اسی زمانے کی دونوں بڑی مملکتوں فارس وروم کو زیر کرنا اور شام ومصر، عراق، طرابلس اور شمالی افریقہ کو اسلام کے عادلانہ نظام میں داخل کرنا نوجوانوں کے ہاتھوں میں تھا۔ یہ تمام کامیابیاں خلفائے راشدین کے زمانے میں ۳۰ سال کے عرصے میں حاصل ہوئیں۔

بنوامیہ کے عہد میں مملکت اسلامیہ کمال کو پہنچی، یہاں تک کہ ان کی فوج سندھ،

ہندوستان اور ترکستان کے شہروں میں داخل ہوتی ہوئی شرقاً چین کی حدود تک پہنچی اور غرباً یورپ میں بلاد اندلس میں داخل ہوئی۔ یہاں تک کہ ہارون الرشید نے دنیا کو اسلامی مملکت کی وسعت سے آگاہ کرتے ہوئے بتایا کہ "اے بادل تو جہاں برسنا چاہے برس تیرا خراج مجھ تک ہی پہنچے گا" اور فتوحات اسلامیہ دیار مغرب کی آخری حدود تک پہنچیں اور عقبہ بن نافع نے اپنا گھوڑا محیط الاطلس میں ڈال کر سمندر سے مخاطب ہو کر کہا:

﴿ اَللّٰهُمَّ رَبَّ مُحَمَّدٍ لَوُ لَا هٰذَا الْبَحُرُ لَفَتَحُتُ الدُّنُيَا فِيُ سَبِيُلِ إِعُلَاءِ كَلِمَتِكَ ...... اَللّٰهُمَّ فَاشُهَدُ...... ﴾

"اے محمد (ﷺ) کے رب! اگر یہ سمندر نہ ہوتا تو میں آپ کے کلمے کو بلند کرنے کے لیے پوری دنیا کو فتح کرتا......اے اللہ! تو گواہ رہ......"

اور قتیبہ بن مسلم باہلی مشرق کے آخر تک پہنچا اور چین میں داخل ہوئے بغیر واپس ہونے سے انکار کیا تو ان کے ساتھیوں میں سے کسی نے اسے ڈراتے ہوئے اور اس پر شفقت کرتے ہوئے کہا:

﴿لَقَدُ اَوُغَلُتَ فِيُ بِلَادِ التُّرُكِ يَا قُتَيُبَةُ وَ الُحَوَادِثُ فِي اَجُنِحَةِ الدَّهُرِ تُقُبِلُ وَ تُدُبِرُ ...... ﴾

"اے قتیبہ! آپ ترک علاقوں میں داخل ہوئے ہیں اور آلام ومصائب زمانے کے پروں پر آتے اور جاتے رہتے ہیں......"

قتیبہ نے کمال حرارت ایمانی سے جواب دیتے ہوئے کہا:

《 بِثِقَتِیْ بِنَصْرِ اللّٰهِ تَوَاغَلْتُ وَ اِذَا انْقَضَّتِ الْمُدَّةُ لَمْ تَنْفَعِ الْعُدَّةُ 》

''میں اللہ کی مدد پر یقین رکھتے ہوئے داخل ہوا ہوں اور جب مدت ختم ہو جاتی ہے تو تیاری کچھ فائدہ نہیں دیتی۔''

اور جب اس ڈرانے والے نے قتیبہ کا اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے عزم صمیم دیکھا کہ وہ آگے بڑھنے اور زمین میں جہاد کرنے پر مصر ہیں......تو اسے کہا:

《 اُسْلُكْ سَبِیْلَكَ حَیْثُ شِئْتَ یَا قُتَیْبَةُ فَهٰذَا عَزْمٌ لَا یُغِلُّهٗ اِلَّا اللّٰهُ 》

''اے قتیبہ! اپنے راستے پر جہاں جانا چاہتے ہو چلو، اس عزم کو اللہ کے علاوہ کوئی کند نہیں کر سکتا۔''

یہ تمام فتوحات نوجوانوں کے ایمان، عزم، قربانی اور جہاد کے بغیر حاصل نہیں ہوئیں۔ ان نوجوانوں کی پکار ''اللہ اکبر'' تھی، جہاد ان کا راستہ، اللہ کے راستے میں موت ان کی بڑی تمنا تھی...... انہی بہادروں، سخت جان نوجوانوں اور ناموروں کے بارے میں شاعر مشرق علامہ محمد اقبال نے کیا ہی خوب کہا ؎

پر ترے نام پہ تلوار اٹھائی کس نے
بات جو بگڑی ہوئی تھی وہ بنائی کس نے

تھے ہمیں ایک ترے معرکہ آراؤں میں
خشکیوں میں کبھی لڑتے کبھی دریاؤں میں
دیں اذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں
کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں
شان آنکھوں میں نہ جچتی تھی جہانداروں کی
کلمہ پڑھتے تھے ہم چھاؤں میں تلواروں کی
ہم جو جیتے تھے تو جنگوں کی مصیبت کے لیے
اور مرتے تھے تیرے نام کی عظمت کے لیے
تھی نہ کچھ تیغ زنی اپنی حکومت کے لیے
سر بکف پھرتے تھے کیا دہر میں دولت کے لیے
قوم اپنی جو زر و مال جہاں پر مرتی
بت فروشی کے عوض بت شکنی کیوں کرتی
ٹل نہ سکتے تھے اگر جنگ میں اڑ جاتے تھے
پاؤں شیروں کے بھی میدان سے اکھڑ جاتے تھے
تجھ سے سرکش ہوا کوئی تو بگڑ جاتے تھے
تیغ کیا چیز ہے؟ ہم توپ سے لڑ جاتے تھے

نقش توحید کا ہر دل پہ بٹھایا ہم نے
زیر خنجر بھی یہ پیغام سنایا ہم نے

وہ لوگ رضی اللہ عنہم اسی طرح تھے اور ان کے بعد آنے والوں کو بھی اسی طرح ہونا چاہیے۔

اے مسلم نوجوانو! ......اگر آپ اپنے دین کی نصرت چاہتے ہوں اور مسلم امت کی عزت چاہتے ہوں اور تمام مسلمانوں کو متحد ومضبوط کرنا چاہتے ہوں تو اللہ تعالیٰ کے لیے ایسا کرنا کوئی مشکل نہیں ہے۔نوجوانوں کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ اپنا کام کر سکیں اور اپنی ذمہ داری ادا کرنے کے لیے اٹھ سکیں اور اپنا پیغام دوسروں تک پہنچا سکیں۔ جب تک ان کی عملی، تبلیغی اور اجتماعی شخصیت مکمل نہیں ہو جاتی......ایک نوجوان کو اپنے اندر دعوتی شخصیت نکھارنے کے لیے درج ذیل عوامل کا زیادہ تر خیال رکھنا چاہیے۔

۱۔ یہ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کس مقصد کے لیے پیدا فرمایا ہے۔
۲۔ عالم اسلام کو لاحق خطرات کا ادراک کریں۔
۳۔ نصرت الٰہی کا نیک شگون رکھیں اور یاس وقنوط کے احساس کو ختم کریں۔
۴۔ تاریخ اسلام میں جو بڑے لوگ گزرے ہیں انہیں اپنا آئیڈیل بنائیں۔
۵۔ مبلغ اور تبلیغ کی فضیلت کو جان لیں۔
۶۔ دوسروں پر اثر کرنے کا بہترین اسلوب جان لیں۔
۷۔ قضاء وقدر کے عقیدے کو اپنے اندر جاگزیں کر لیں۔

تخلیق انسانیت کا مقصد:

ان نقاط کو ذرا تفصیل اور دلیل کے ساتھ درج ذیل بیانات میں سمجھئے! اللہ تعالیٰ نے آپ کو مطلق طور پر اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ ''الذاریات'' میں فرمایا:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴾ ❶

''میں نے جن وانس کو سوائے اپنی عبادت کے کسی اور چیز کے لیے پیدا نہیں کیا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کی اس مطلق عبادت کے کیا معنی ہیں؟ اس کے معانی میں سے قول و فعل میں اللہ کے لیے نیت کو خالص کرنا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ البینۃ میں فرمایا ہے:

﴿ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ﴾ ❷

''انہیں حکم نہیں دیا گیا مگر وہ اللہ کی عبادت کریں دین کو اسی کے لیے خالص کر کے، یکسو ہو کر اور نماز قائم کریں، زکوٰۃ دیں اور یہی صحیح دین ہے۔''

عبودیت کے معانی میں سے اللہ کے حکم کی تابعداری کرنا اور اللہ کے بتائے

❶ الذاریات: ٥٦۔ ❷ البینۃ: ٥۔

ہوئے طریقوں کو لازم پکڑنا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴾ ❶

''اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہوگا وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا۔''

عبودیت کے معانی میں سے دوستی و محبت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور مومنوں سے کرنا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدہ میں فرمایا ہے:

﴿ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رَاكِعُوْنَ ○ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴾ ❷

''تمہارے دوست تو اللہ اور اس کے پیغمبر اور مومن لوگ ہی ہیں جو نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے اور (اللہ کے آگے) جھکتے ہیں اور جو شخص اللہ اور اس کے پیغمبر اور مومنوں سے دوستی کرے گا تو (وہ اللہ کی جماعت میں داخل ہوگا اور) اللہ کی جماعت ہی غلبہ پانے والی ہے۔''

عبودیت کے معانی میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس مشن کو ادا کرنے

❶ آل عمران : ۸۵ ۔ ❷ المائدہ : ۵۵۔۵۶ ۔

کا مسلمانوں کو مکلّف بنایا ہے اسے پہچاننا ہے۔ وہ مشن یہ ہے کہ ہر مسلمان لوگوں کو بندوں کی عبادت سے اللہ کی عبادت کی طرف بلائے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لیے اٹھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ آل عمران میں فرمایا ہے:

﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ﴾ [1]

"(مومنو!) جتنی امتیں (یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔"

جب رستم نے ربعی بن عامر سے پوچھا کہ تم اپنے گھروں سے کیوں نکلتے ہو اور ہمارے علاقوں میں جنگ کیوں کرتے ہو؟ تو اس نے جواب دیا:

((لَقَدْ اِبْتَعَثَنَا اللّٰهُ لِنُخْرِجَ النَّاسَ عَنْ عِبَادَةِ الْعِبَادِ اِلَى عِبَادَةِ اللّٰهِ وَ مِنْ ضِيْقِ الدُّنْيَا اِلَى سَعَتِهَا وَ مِنْ جَوْرِ الْأَدْيَانِ اِلَى عَدْلِ الْاِسْلَامِ))

"ہمیں اللہ نے اس لیے بھیجا ہے کہ ہم لوگوں کو بندوں کی عبادت سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف نکالیں اور دنیا کی تنگی سے اس کی وسعت کی طرف لے جائیں اور ادیان کے ظلم و زیادتیوں سے اسلام کے عدل کی طرف لے جائیں۔"

---

[1] آل عمران : ۱۱۰۔

نوجوان عالم اسلام کو لاحق خطرات کا ادراک کریں:

ان امور میں سے جنکا تدارک اچھی طرح کرنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ صہیونی، صلیبی، کمیونسٹ اور استعماری لوگ اپنے گھونسلوں سے جو پروگرام بناتے ہیں وہ شمار سے باہر ہیں اور یہ تمام اسلامی ماحول کو شراب، جنس پرستی، شہوت کے اسباب کو بے لگام چھوڑنا اور اندھی تقلید کی طرف لے جا کر خراب کرنا ہے۔

ان سازشیوں کے نزدیک عورت اس جنسی ہیجان کی طرف دعوت دینے کے لیے بہترین آلہ ہے اور یہ صنف نازک ہی ہے جو بغیر کسی سوچ وفکر کے اس فتنے کو ابھارنے کے لیے مناسب ہے اور یہ عورت ہی ہے جو اخلاق کو خراب کرنے کے لیے مناسب ومؤثر ہے۔

ایک فاجر ماسونی شخص کا یہ کہنا ہے کہ ہم پر عورت کو حاصل کرنا واجب ہے۔ جب یہ عورت ہماری طرف اپنا ہاتھ بڑھائے گی تو اس کے ساتھ زنا ہوگا تو دین کی مدد کے لیے نکلی ہوئی فوج منتشر ہوگی۔

استعماری اقطاب میں سے کسی کا یہ کہنا ہے کہ شراب کا گلاس اور گانے والی عورت امت محمدیہ کو ختم کرنے کے لیے ایک ہزار توپ سے بہتر ہے، پس انہیں مادیت اور شہوت کی محبت میں غرق کرو۔

اورقس ''ذویمر'' نے مبشرین کی کانفرنس جو قدس میں جبل زیتون میں منعقد

ہوئی، اس میں کہا:

''تم نے مسلمان علاقوں میں ایک ایسی نسل تیار کی ہے جو اللہ کے ساتھ اپنے رابطے کو نہیں جانتی اور نہ یہ جاننا چاہتی ہے کہ تم نے مسلمانوں کو اسلام سے نکالا ہے اور دین مسیح میں داخل نہیں کیا۔''

اس طرح یہ نسل جو استعماری چاہتے تھے اسی طرح ہوئی ہے، جو دین اسلام کے بڑے بڑے امور کا اہتمام نہیں کرتے، راحت اور سستی کو پسند کرتے ہیں، وہ اپنی سوچ کو شہوت کے علاوہ دنیا میں صرف نہیں کرتے، جب کوئی علم سیکھتا ہے تو شہوت کے لیے، جب مال جمع کرتا ہے تو شہوت کے لیے، جب بڑے بڑے منصب پر فائز ہوتے ہیں تو بھی شہوت کے لیے۔

اشقیاء صیہون کے ''پروٹوکول'' میں آیا ہے:

''ہر جگہ اخلاق کو گرانے کے لیے کام کرنا چاہیے اس طرح مسلمانوں پر ہمارا تسلط جمانا آسان ہو گا۔ بے شک ''فردید'' ہم سے ہے، جنسی تعلقات کو سورج کی روشنی میں پیش کرتا رہے گا۔ یہاں تک کہ نوجوانوں کے دلوں میں کوئی چیز مقدس نہ رہے اور ان کی پوری سوچ وفکر جنسی غریزہ کو بجھانا ہو جائے، تب نوجوان اخلاقی گراوٹ کا شکار ہو جائیں گے۔''

کمیونسٹ اپنے پوشیدہ وثائق میں کہتے ہیں:

''دینی روابط کو توڑنا اور دین کو ختم کرنا، مساجد وکنیسوں کو گرانے سے نہیں

ہوتا اس لیے کہ دین ضمیر میں پوشیدہ ہوتا ہے بلکہ اشترا کی سیادت اور اس کا حکم مسلط ہونے کے بعد لوگوں کے دلوں سے دین خود بخود نکل جاتا ہے۔ دین کو گرانے کے لیے ہمیں مختلف قصے، ڈرامے، محاضرات، پمفلٹ و مجلّات اور مختلف مؤلفات سے کام لیتے ہوئے الحاد کو عام کرنا ہوگا اور اس کی طرف لوگوں کو دعوت دینا ہوگا تا کہ وہ ان ہی چیزوں کو تسلط جمانے والا خدا بنائیں۔''[1]

کمیونسٹ یہ تمام وسائل عالم اسلام میں ترویج دینے کی کوشش کر رہے ہیں تا کہ نوجوانوں کے دلوں میں کوئی چیز مقدس نہ رہ سکے، یہاں تک مسلم بچے الحاد و حیوانیت کے کیچڑ میں ڈبکی لگائیں۔

نوجوانو!......ان تمام مخالف طاقتوں، روند ڈالنے والے پروگراموں کے پیچھے عالمی یہودی سازش کارفرما ہے، اس لیے کہ یہودیوں نے ماوراء الطبیعی افکار، اخلاقی گراوٹ، دینی شعائر کو مٹانے والے باطل طریقوں کو اپنے اوپر لازم قرار دے رکھا ہے تا کہ عقیدہ و افکار اور اخلاقی طور پر دنیا کو خراب کر کے رکھ سکیں اور اس کے ذریعے سے یہودا اپنی قیادت و تسلط دوسروں پر جما سکیں۔

وہ کہتے ہیں کہ یہی لوگ یہودی ''فرائڈ'' کے افکار کی ترویج چاہتے ہیں جو ہر چیز کی تفسیر انسانی سلوک میں جنسی ہیجان پیدا کرنے سے کریں۔

---

[1] کتاب ''الشیوعیة والاسلام''۔

وہ لوگ یہودی ''کارل مارکس'' کے خیالات کی ترویج چاہتے ہیں جنہوں نے بہت سوں کے دل، ضمیر وعقل کو خراب کیا، تمام ادیان کو باطل قرار دیا اور عقیدہ الوہیت پر حملہ کیا۔

اور ''نیتشہ'' کے آراء کی ترویج چاہتے ہیں جس نے اخلاق کو الغاء کیا اور ہر انسان کو راحت حاصل کرنے کے لیے ہر چیز کے کرنے کو جائز قرار دیا۔ اگرچہ قتل، تخریب کاری کے ذریعہ سے ہی کیوں نہ ہو۔

ذرا غور کریں! یہودیوں نے انسانی اخلاق کے بگاڑ کے لیے قسم قسم کے طریقے اپنا لیے ہیں۔ ہر طرح کے اعلامی وسائل، نشر واشاعت، ڈرامے، سینما، ریڈیو، ٹیلی ویژن کے پروگرام پروپیگنڈا مشن چلانے والوں کے ذریعے انسانیت کو خراب کرنے کا کام لے رہے ہیں اور یہ لوگ اپنے مکر وخباثت سے عام لوگوں کو عام ثقافت، مختلف فنون، تھیٹر، بدکاری کے اڈے اور اس جیسی دوسری چیزوں کے ذریعے ایک حد تک خراب کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں اور ان یہودیوں نے اپنی چالاکی وتفریحی اشیاء کے ذریعے یورپ وامریکی اور اکثر مشرقی یونیورسٹیوں کے علم نفس وعلم اجتماع کی تدریس پر تسلط جما دیا ہے تاکہ ان دونوں کے ذریعے لوگوں کے عقائد واخلاق کو خراب کر سکیں اور تقریباً ۹۰ فیصد تدریسی مناصب پر قبضہ جمایا ہے تاکہ پورے عالم میں ان کے لیے فکری وفلسفی قیادت حاصل ہو سکے۔

یہ ہیں وہ چند ظاہری پروگرام جو کہ یہودی، صلیبی، شیوعی، ماسونی، تبشیری،

استعماری اڈوں سے جاری ہوئے ہیں۔ ان تمام کا مقصد اسلامی معاشروں کو خراب کرنا اور اسلامی ملکوں پہ قبضہ جما دینا اور مستقبل کے مومن نوجوانوں کو دشمن کا سامنا کرنے سے روکنا اور مسلمانوں کو اسلام سے نکال کر لا دینیت و اباحیت کے تیز بہاؤ میں پھینکنا ہے۔

اسلامی ممالک میں اس وقت صہیونی ، یہودی ، استعماری ، ماسونی......مختلف قسم کی قوتیں خطرناک اور پر اسرار پروگرام چلا رہی ہیں، کسی کے ذہن سے ان کا خطرناک انجام نکلنا نہیں چاہیے۔ یہ استعماری قوتیں عرب کے قلب میں مضبوط ترین اسرائیلی حکومت قائم کرنا چاہتی ہیں جب کہ عرب اسلام کا گہوارہ، دھڑکنے والا دل اور ہدایت کی کرن ہے۔

او بھولے مسلمانو! آپ جانتے ہیں کہ یہودیوں کا خواب اور ان کی تمنا صرف مسجد اقصیٰ اور اس کے ارد گرد ہی حکومت قائم کرنا نہیں بلکہ ان کا منصوبہ بہت خطرناک ہے۔ ان کی سازش نہ صرف نیل سے فرات تک اپنی حکومت پھیلا دینا ہے بلکہ ان اسلام دشمنوں کا اصل مشن حرمین شریفین سمیت پورے عرب پر قبضہ جما لینا ہے، جب کہ انہوں نے مسجد اقصیٰ پر قبضہ کر لیا ہے اور یہ عزائم ان کے اس باطل نظریہ و اعتقاد کی وجہ سے ہے کہ یہ ان کے آباؤ اجداد ابراہیم علیہ السلام وغیرہ کا مسکن ہے لہٰذا قیامت تک اس پر حق ملکیت یہودیوں ہی کا ہے۔

کیا جرم و سازش کی تاریخ میں یہودیوں جیسا خطرناک مجرم اور سازش دیکھی

ہے؟!! کیا جو خطرہ اسلامی ممالک کو عموماً اور حرمین شریفین کو خصوصاً لاحق ہے اس کا احساس آپ نے کیا ہے؟

اے جوانانِ رعنا! میں ایک واضح آواز آپ تک پہنچاتا ہوں اور صریح بات کرتا ہوں ''جب تک اسرائیل قائم ہے اس وقت تک عالم اسلام میں استقرار نہیں آسکتا۔ جب تک اسرائیل اپنا وجود ٹھونستا رہے گا اور اپنے منصوبوں کو نافذ کرتا رہے گا اس وقت تک عرب ممالک اور عالم اسلام امن وسکون سے نہیں رہ سکتے۔ یہ ایک ایسا سرطان ہے جو امت اسلامیہ کے جسم میں آہستہ آہستہ نشوونما پا رہا ہے...... یہ ایک ایسا اژدہا ہے جو عالم اسلام کی پاک و صاف ہواؤں میں اپنا زہر پھیلا رہا ہے...... سرطان کو جب تک جڑ سے ختم نہ کیا جائے ٹھیک نہیں ہوسکتا اور زہر کے اثرات ختم کرنے کے لیے اژدہے کے سر کو کچل دینا ہوگا تاکہ امت اسلامیہ مشرق ومغرب میں امن واطمینان اور سلامتی واستقرار سے زندگی گزار سکے!!

عالم اسلام کو تین دشمنوں یعنی عالم یہود، عالم نصرانیت اور انٹرنیشنل کمیونسٹوں کے گٹھ جوڑ کی شکل میں جو خطرات لاحق ہیں ہمیں جان لینا چاہیے اور ان اسباب و وسائل کو بھی جاننا چاہیے جن کے بل بوتے پر عالم کفر عالم اسلام میں اپنا پنجہ گاڑنا چاہتا ہے۔ نوجوانوں کو یہ بھی جاننا چاہیے کہ یہ سہ رکنی جتھہ عالم اسلام کے ساتھ سیاسی، اقتصادی اور فکری جنگ لڑ رہا ہے۔ ان جنگوں کی خطرناکی، ان کے اسباب و اسالیب ان کے آلہ جات، تنصیری مشن کے ادارے اور ان کے بے پناہ وسائل کو

مدنظر رکھیں۔ عالمِ اسلام پر صلیبی حملے، افریقہ میں اسلام وعیسائیت کے مقابلے، عالم اسلام کے سب سے بڑے ملک انڈونیشیا کو عیسائی ملک بنانے کے پروگرام، عالم عرب میں اثر ونفوذ جمانے کے لیے نصرانی ممالک کی کاوشیں، استعمار وتنصیر کے درمیان ہمہ جہتی اور ہمہ وقتی تعاون اسی طرح منصرین اور کمیونسٹوں کے درمیان بڑھتے ہوئے روابط کو سمجھنا از بس ضروری ہے۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ مستشرقین کے مقاصد و وسائل کو سمجھ لیں، وہ پرانی (دور جاہلیت کی) ثقافتوں کو زندہ کرنے کے لیے کس قدر تعاون کرتے ہیں۔ اسلام کے متعلق لکھی جانے والی کتابیں کیسی اور کہاں تک علمی ہیں؟ مستشرقین کی طرف سے جو علاقائی و قبائلی تعصّبات کو بھڑکانے والی تصانیف نشر ہو رہی ہیں اور ان کے نظریات کے حامل ان کے شاگرد عالم اسلام میں جو آثار چھوڑ رہے ہیں انہیں بھانپ لیں۔

نوجوانوں کو کمیونسٹ یورش کو بھی جاننا ضروری ہے۔ یہ لوگ اپنے نظریات ایسے تجربہ کار لوگوں کے ذریعے پھیلا رہے ہیں جو ہر طرح کے مادی ومعنوی وسائل سے مالا مال ہوتے ہیں۔ یہ ثقافتی اداروں کے ذریعے اپنا کام کر رہے ہیں۔ تعلیم و تربیت کے لیے کمیونسٹ ممالک میں نوجوانوں کو بھیجتے ہیں اور اندرون ملک بھی ہر طرح کا تعاون کرتے ہیں۔

نوجوانوں کو شک والتباس پیدا کرنے والی تنظیموں اور اداروں، ماسونی اور اس

کی شاخوں کے دجل وفریب اور مکر کے خطرات کو بھی جاننا ضروری ہے۔ مذموم مقاصد کے لیے طبقہ امراء اور سلطنت و جاہ طلب لوگوں کے ساتھ ان کی ملی بھگت، ان کے ساتھ یہودیوں کا خفیہ تعاون بھی ہمارے مدنظر ہونا ضروری ہے تاکہ ہم غداران ملک وملت کے دام تزویر میں پھنسنے سے بچیں۔

نوجوانوں کو داخلی خطرات و یورش کو بھی جاننا ضروری ہے، کرائے پر کام کرنے والے لوگوں کو مغربی افکار کے غلاموں کو، برل پارٹیوں سے تعلقات رکھنے والوں کو، اسلام سے ہٹ کر منحرف مذہب والوں کی طرف سے لاحق خطرات کو جیسے کہ بہائی، قادیانی، نصیری، اسماعیلی، دروزی وغیرہ باطنی وکافر مذاہب ہیں۔ مجھے قوی امید ہے کہ جب نوجوان ان سازشوں کے دور رس خطرات کو جان لیں گے اور ان کے منصوبوں اور وسائل کا ادراک کریں گے تو اصلاح کی طرف نوجوانوں کا شوق اور جوش بڑھے گا اور وہ دعوت الی اللہ کے لیے زیادہ متحرک ہوں گے۔ ان شاء اللہ۔ نوجوان نصرت الٰہی پر کامل یقین رکھیں اور یاس و ناامیدی کے احساس کو ختم کر لیں۔

یہ صحیح ہے کہ عمومی طور پر تمام مغربی ممالک اور خاص طور پر امریکہ نے اسرائیل کو قائم کیا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ مسلمانوں کو اسلام سے نکالنے میں اور لادینیت و اباحیت کی لہر میں داخل کرنے میں استعماری وسائل اور اسالیب کا ہی ہاتھ ہے۔ یہ صحیح ہے کہ مستقبل کے مسلم نوجوانوں کو ملحد بنانا اور ان کے اخلاق وعقیدے کو خراب

کرنا عالمی کمیونسٹ نظریات کے حامل لوگوں کا سب سے بڑا ہدف ہے۔ یہ صحیح ہے کہ عرب ممالک اور عالم اسلام میں لادینیت پھیلانے کی ہر کوشش میں عالمی یہودی تنظیموں کے منصوبے اور اسالیب ہی کام کر رہے ہیں۔

اور یہ صحیح ہے کہ اسرائیل کو مضبوط بنانے میں عالمی سپر پاورز چاہے مغربی ہوں یا مشرقی، بڑی محنت سے کام کر رہی ہیں اور اس کے وجود کو اپنے سیاسی و اقتصادی مصالح کی بنا پر ضروری سمجھتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ بے پناہ وسائل سے لیس یہ سازشیں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف وسیع پیمانے پر خطرناک حد تک پھیل چکی ہیں لیکن مسلمانوں کے لیے اور خاص طور پر نوجوانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی عزت کو بحال کرنے کے لیے اپنے اندر نا امیدی کو جگہ نہ دیں اور کامیابی و کامرانی حاصل کرنے کے لیے مایوسی کو غالب نہ آنے دیں۔ آپ تو عزم و ہمت اور امید افزائی کے متعدد اسباب و وسائل سے مالا مال ہیں۔ مثلاً:

- قرآن کریم نے نا امیدی کو حرام کیا ہے اور اسے کافروں کا شیوہ قرار دیا ہے۔
- تاریخ عالم سے یہ ظاہر ہے کہ عزم و توکل کے بل بوتے پر مغلوب و کمزور جماعتیں اپنے دشمنوں پر غالب آتی ہیں۔
- اللہ پاک نے عالم اسلام کو بے تحاشا افرادی قوت، خام مال کے ذخائر اور فنی و پیشہ وارانہ صلاحیتوں سے نواز رکھا ہے۔

قرآن کریم نے واضح اور صریح آیات کے ذریعے نا امیدی کو حرام کیا ہے ان

آیات میں سے بعض میں نا امیدی کو کفر سے تعبیر کیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ یوسف میں فرمایا ہے:

﴿ وَلَا تَايْئَسُوا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴾ ❶

''اور اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو یقیناً رب کی رحمت سے نا امید وہی ہوتے ہیں جو کافر ہیں۔''

اور کچھ آیات میں نا امیدی کو گمراہی سے تعبیر کیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ﴾ ❷

''کہا اپنے رب تعالیٰ کی رحمت سے نا امید تو صرف گمراہ اور بھٹکے ہوئے لوگ ہی ہوتے ہیں۔''

بعض آیات میں نا امید ہو کر بیٹھنے والوں کو ڈانٹ پلائی گئی ہے اور ایسے مایوس وخوفزدہ رہنے والوں کی قباحت بیان کی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ؕ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ﴾ ❸

'' اور جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ خوب خوش ہو

❶ یوسف: ۸۷۔ ❷ الحجر: ۵۶۔ ❸ الروم: ۳۶۔

جاتے ہیں اور اگر انہیں ان کے ہاتھوں کے کرتوت کی وجہ سے کوئی برائی پہنچ جائے تو یکدم وہ بالکل ناامید ہو جاتے ہیں۔''

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ اِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوْسٌ قَنُوْطٌ ﴾ [1]

''اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچ جائے تو مایوس اور ناامید ہو جاتا ہے۔''

قرآن کریم کے ان نصوص سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ کے دین میں ناامیدی و مایوسی جائز نہیں، اس لیے کہ ناامیدی لوگوں کو تباہ کر دیتی ہے بچوں کو بوڑھا بنا دیتی ہے اور قوموں کو ہلاک کر دیتی ہے۔ مرد مومن کے لیے ضروری ہے کہ وہ ناامیدی کے تمام نظریات کو چھوڑ دے اور ایسا بالکل نہ سوچے کہ ہر چیز ختم ہوگئی ہم عاجز آ گئے ہیں۔ اپنے گھر میں رہو، جہاد میں کوئی فائدہ نہیں۔ آج کل ہم آخری زمانے میں ہیں وغیرہ وغیرہ۔

یاس و قنوط کو اپنے ہاں جگہ دینے والے اپنے آپ کو ہی ہلاکت میں ڈالتے ہیں، مسلمانوں کو ہلاکت میں نہیں ڈال سکتے۔ اس لیے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِذَا قَالَ الرَّجُلُ: هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ اَهْلَكُهُمْ)) [2]

''جو یہ کہے کہ مسلمان ہلاک ہو گئے ہیں پس وہ خود زیادہ ہلاکت زدہ

---

[1] فصلت : ۴۹۔

[2] مسلم ، کتاب البر و الصلة ، باب النهی عن قول هلك الناس : ۲۶۲۳۔

ہے۔''

عجیب وغریب بات یہ ہے کہ کچھ لوگ دعوت وتبلیغ سے روکتے اور اس کا مقابلہ کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ بالکل الگ تھلگ رہنا چاہیے، اپنے گھروں میں بیٹھے رہنا چاہیے اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اصلاح امت کی کوئی سبیل نہیں، عزت گم گشتہ واپس ہونے کی کوئی امید ہی نہیں ...... اور وہ وقت آ گیا ہے...... کہ مسلمان کچھ بھیڑ بکریاں لے کر پہاڑ کی چوٹی پر چلے جائیں تا کہ فتنوں سے اپنے دین کو بچاتے ہوئے اپنی پوری زندگی وہاں گزاریں حتیٰ کہ انہیں وہیں موت آ جائے۔

یہ صحیح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

《 عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: یُوشَكُ اَنْ یَّكُوْنَ خَیْرُ مَالِ الرَّجُلِ غَنَمٌ یَتْبَعُ بِھَا شَعُفَ الْجِبَالِ وَ مَوَاقِعَ الْقَطْرِ یَفِرُّ بِدِیْنِہٖ مِنَ الْفِتَنِ 》 [1]

''قریب ہے کہ آدمی کا بہترین مال وہ بھیڑ بکریاں ہوں جسے لے کر وہ فتنوں سے اپنے دین کو بچاتے ہوئے پہاڑ کی چوٹیوں اور پانی والی جگہوں پر پھرے۔''

لیکن یہ حدیث اس شخص سے متعلق ہے جسے مرتد ہونے پر مجبور کیا جائے۔ لیکن جب تک مسلمان اسلامی شعائر کو ادا کر رہے ہوں اور اسلامی احکامات پر عمل

[1] صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب خیر مال المسلم غنم یتبع بھا شعف الجبال، الحدیث: ۳۳۰۰۔

پیرا ہوں اور مسلمانوں کے آپس میں اسلامی عزت و جاہ کو واپس لانے کے لیے تھوڑا بہت تعاون ہو رہا ہو اور جب تک اسلامی معاشروں میں کچھ جماعتیں زمین میں اسلامی احکامات نافذ کرانے کے لیے کوشاں ہوں ایسے حالات میں کنارہ کشی اختیار کرنا مسلمانوں پر حرام ہے۔ اس لیے کہ اصول فقہ کا قاعدہ معروف ہے:

《 مَا لَا يُحَقَّقُ الْوَاجِبُ اِلَّا بِهٖ فَهُوَ وَاجِبٌ 》

''جس چیز پر عمل کیے بغیر اصل واجب پر عمل نہ ہو سکتا ہو تو اس چیز کو بھی کرنا واجب ہے۔''

اس لیے اس دور میں تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ اللہ کے احکامات کو اسلام پسند لوگوں پر نافذ کریں اور ارض مقدس کو یہودی چنگل سے آزاد کرائیں۔ کشمیر، کوسووا، داغستان، اریٹریا اور چیچنیا وغیرہ کے علاقوں کو کافروں کے چنگل سے چھڑائیں۔ خلافت راشدہ کے قیام کے ذریعے مسلمانوں کے اتحاد کے لیے کوشش کریں، وگرنہ روز حشر اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہونا پڑے گا اور تاریخ بھی ہمیں معاف نہیں کرے گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴾ [1]

''اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے۔''

انتہائی اہم چار نکات

(۱) جو یہ گمان کرتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے اور

[1] النحل: ۳۳۔

حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے، ان دنوں حالات بہت خراب ہوئے اور صورت حال بہت سنگین ہوگئی، منافقت عروج کو پہنچی ، بہت سے عرب قبائل مرتد ہو گئے، جھوٹے مدعیان نبوت ظاہر ہوئے اور بعض لوگوں نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ مکۃ المکرّمہ اور مدینہ منورہ کے علاوہ جمعہ پڑھنے کے لیے جگہ نہ ملی۔ ان ناگفتہ بہ حالات کی تصویر کشی حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ان الفاظ میں کرتے ہیں:

﴿ وَ اَصْبَحَ الْمُسْلِمُوْنَ كَالْغَنَمِ فِی اللَّیْلَةِ الْمُطِیْرَةِ الشَّاتِیَةِ لِفَقْدِ نَبِیِّهِمْ وَ قِلَّةِ عَدَدِهِمْ وَ كَثْرَةِ عَدُوِّهِمْ ﴾

”مسلمانوں کی حالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فوت ہونے کی وجہ سے اپنی تعداد میں کمی، دشمنوں کی کثرت کی وجہ سے اس ریوڑ کی طرح ہوگئی جو کہ موسم سرما کی بارش والی رات میں ہوتی ہے۔“

یہاں تک کہ مسلمانوں میں سے بعض نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ مشورہ پیش کیا:

﴿ یَا خَلِیْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِغْلَقْ بَابَكَ وَ الْزِمْ بَیْتَكَ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰی یَأْتِیَكَ الْیَقِیْنُ (اَیْ اَلْمَوْتُ) ﴾

”اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ! اپنے دروازے کو بند کرلیجیے، اپنے گھر میں ہی بیٹھے رہیے اور موت آنے تک اپنے رب کی عبادت کرتے رہو۔“

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سخت حالات کے باوجود ناامیدی کو اپنے پاس پھٹکنے نہیں دیا، آپ رضی اللہ عنہ نے ان تمام فتنوں کا مقابلہ قوت ایمانی سے کیا، سخت آندھی سے بھی طاقت ورعزم اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا تو اچھی امید کے ساتھ ہی اسلام کی چمک دمک کو لوٹایا اور وحدت المسلمین کو مضبوط کیا جا سکتا ہے۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی نے فرمایا تھا:

《 أَ يُنْقَصُ الدِّيْنُ وَ اَنَا حَيٌّ؟ 》

''دین میں کمی کی جارہی ہو اور میں زندہ رہوں؟ (یہ ممکن نہیں ہے)۔''

اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کے پاس مانعین زکاۃ سے جنگ نہ لڑنے کا مشورہ دینے آئے تو ان کے سامنے کھڑے ہو کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے فرمایا:

《 مَهُ يَا عُمَرُ ! رَجَوْتُ نُصْرَتَكَ ، وَ جِئْتَنِيْ بِخُذلَانِكَ ، أَ جَبَّارٌ فِيْ الْجَاهِلِيَّةِ وَ خَوَارٌ فِي الْإِسْلَامِ؟ مَاذَا عَسَيْتَ اِنْ اُتَالِفُهُمْ بِسِحْرٍ مُفْتَعِلٍ اَوْ بِشِعْرٍ يُّفْتَرَى؟ هَيْهَاتَ ، هَيْهَاتَ مَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَانْقَطَعَ الْوَحْيُ فَوَاللّٰهِ لَأُجَاهِدَنَّهُمْ مَا اسْتَمْسِكُ السَّيْفَ فِيْ يَدِيَّ فَوَاللّٰهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ ، فَوَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِيْ عُقَالَ بَعِيْرٍ كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَيْهِ 》[1]

[1] یہ حدیث بخاری و مسلم میں مختصراً آئی ہے۔ صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ باب وجوب الزکاۃ: ۱۳۹۹، صحیح مسلم کتاب الایمان: ۱۲۴۔

''رک جا عمر! میں نے تو تجھ سے مدد کی امید رکھی تھی، تو عدم تعاون کا مظاہرہ کرنے آ گیا۔ جاہلیت میں تو کتنا زبردست تھا اور مسلمان ہو کر کتنا بزدل ہو گیا۔ تو نے کیا امید رکھی کہ میں ان سے الفت رکھوں عجیب وغریب جادو، جھوٹے شعر کے ساتھ۔ (تمہارا مشورہ ماننا) بہت بعید ہے بہت ہی بعید۔ رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے اور وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اللہ کی قسم! میں ان سے ضرور جہاد کروں گا جب تک میرے ہاتھ میں تلوار اٹھانے کی سکت ہے۔ اللہ کی قسم! نماز اور زکاۃ میں فرق کرنے والوں سے ضرور قتال کروں گا۔ اللہ کی قسم! اگر اس رسی کو بھی روک دیتے جس سے اونٹ باندھتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کو (زکوٰۃ میں) دیتے تھے، اس پر بھی میں ان سے ضرور قتال کرتا۔''

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ہے جس نے جیش (لشکر) اسامہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کرنے کے بعد مخالفین سے کہا تھا:

((وَالَّذِیْ نَفْسُ اَبِیْ بَکْرٍ بِیَدِہٖ لَوْ ظَنَنْتُ اَنَّ السِّبَاعَ تُخَطِّفُنِیْ لَأَنْفَذْتُ بَعْثَ اُسَامَۃَ کَمَا اَمَرَ بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَلَوْلَمْ یَبْقَ فِی الْقُرٰی غَیْرِیْ لَاَنْفَذْتُہٗ ، مَا کُنْتُ اُحِلَّ عَقْدًا عَقَدَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِیَدِہٖ))[1]

[1] البدایۃ والنہایۃ : ۳۱۸،۳۰۔ تاریخ الاسلام عہد الخلفاء الراشدین للذہبی

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابوبکر کی جان ہے! اگر مجھے یہ پتہ بھی ہو کہ درندے مجھے اچک لیں گے تو بھی میں اسامہ کے لشکر کو ضرور روانہ کرتا جس کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے۔ اگر بستیوں میں میرے علاوہ کوئی ایک بھی نہ رہے پھر بھی میں اسے روانہ کروں گا۔ میں کسی ایسی گرہ کو کھول نہیں سکتا جسے رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے باندھا ہو۔''

اے امت کے سپوتو! اس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مشکلات پر قابو پایا، ہنگاموں اور فتنوں کی بیخ کنی کی، مرتدین اور نبوت کے دعویداروں اور مانعین زکوٰۃ پر فتح حاصل کی۔ یہاں تک کہ آپ نے آخر کار مسلمانوں کے عزت و اتحاد کو دوبارہ قائم کیا، مایوس لوگوں کے لیے امید بندھائی اور خلافت کا رعب و دبدبہ بحال کیا۔ ایسا کارنامہ مضبوط ایمان والے بڑے لوگ ہی کیا کرتے ہیں۔

(۲) جب صلیبیوں نے اکثر اسلامی حکومتوں اور مسجد اقصیٰ پر تقریباً سو سال تک قبضہ کیے رکھا تو اس وقت کون گمان کر سکتا تھا کہ مسلمانوں کی کوئی حکومت بھی قائم ہو سکے گی۔ یہاں تک کہ اکثر نے یہ گمان کیا کہ اب مسلمان صلیبیوں پر فتح حاصل نہیں کر سکیں گے اور مسجد اقصیٰ سمیت ارض فلسطین اسلامی حکومت میں داخل نہیں ہو سکتی۔

یہ کون گمان کر سکتا تھا کہ معرکۂ حطین کے فیصلہ کن جنگ میں ایک بہادر

معرکہ ساز صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ اسے آزاد کر سکتا ہے اور مسلمانوں کی ایک حکومت، قوت، عزت و سیادت قائم ہو سکتی ہے اور تاریخ بھی اس کے ذکر سے مشرف ہو سکتی ہے؟

(۳) یہ کون گمان کر سکتا تھا کہ مسلمان اپنے پیروں پر کھڑے ہو سکیں گے جب منگولوں اور تاتاریوں نے عالم اسلام کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک برباد کیا ان کی جائیدادوں کو لوٹ لیا، انسانی وقار کو روند ڈالا، لوگوں کی عزتوں کو برباد کیا اور مسلمانوں کو بے دریغ قتل کیا یہاں تک کہ ''ہلاکو'' نے بڑے بلند مینار مسلمانوں کی کھوپڑیوں سے بنائے۔

اس مصیبت کی سنگینی کے متعلق مشہور مؤرخ ''ابن الاثیر جزری'' نے کہا: کئی سال تک لوگوں نے اس بڑے ہولناک واقعہ کا ذکر کرنا ہی چھوڑ دیا، اس واقعہ کے ذکر کو برا سمجھنے لگے۔ مسلمانوں کے اس قتل عام کو تحریر کرنا کس کے لیے آسان ہو سکتا تھا۔ افسوس کہ میری ماں نے مجھے نہ جنا ہوتا!! کاش کہ میں اس سے پہلے مرا ہوتا اور میرا نام ونشان ہی نہ ہوتا۔''

میرے بھائیو! ...... کون یہ گمان کر سکتا تھا کہ اسلامی مملکتیں کسی بہادر پیش قدمی کرنے والے ''قطز'' کے ہاتھوں فیصلہ کن جنگ ''عین جالوت'' میں آزاد ہوں گی اور مسلمانوں کی عظمت رفتہ بحال ہو گی؟ اور ایسی عظمت وشان وشوکت حاصل ہو گی جس پر آنے والی نسلیں فخر کریں گی؟

ایسا کارنامہ مضبوط ایمان والے اور عظیم لوگ ہی انجام دیا کرتے ہیں۔ فتح و نصرت کی پکی امید ہی کامیابی و کامرانی کو آسان کر دیتی ہے اور امت میں روحانی طاقت ہی ہر زمانے اور ہر جگہ نوجوانوں کو مزید کامیابی کے حصول کی طرف لے جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ مخلص پرہیزگار مجاہدین ''امر بالمعروف و نہی عن المنکر'' کرنے والوں اور اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ﴾ [1]

''اور ہم چاہتے ہیں کہ جو لوگ ملک میں کمزور ہیں ان پر احسان کریں اور ان کو سردار بنائیں اور انہی کو (بادشاہت) کا وارث ٹھہرائیں۔''

مسلمان نوجوانو!...... آپ کے ذمے اب یہ ہے کہ اپنے ہاں سے ناامیدی کی جڑوں کو کاٹ ڈالو، دعوت و اصلاح اور جہاد فی سبیل اللہ کی طرف اچھے جذبات اور امید کامل کے ساتھ نکل پڑو۔ شاید اللہ تعالیٰ آپ کے ہاتھوں اسلام کو بہت بڑی فتح اور مسلمانوں کو اسلامی حکومت عطا فرمائے اور یہ اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی مشکل کام نہیں۔

(۴) نوجوان اسلامی تاریخ میں گزرے ہوئے عظیم سپوتوں کو اپنا آئیڈیل بنائیں۔

تاریخ میں وہ کونسے پیشوا اور اصحاب القدر لوگ تھے جن کے طریقوں پر ہر

[1] القصص : ۵۔

زمانے کے انسان چل سکیں؟ ہمارے لیے سب سے پہلا قُدوہ اور نمونہ، ہمارے پیارے نبی محمد بن عبداللہ (ﷺ) ہیں جو کہ بنی نوع انسان کے باپ آدم علیہ السلام سے لے کر تا وقوع قیامت، تمام بڑے انسانوں پر فائق ہیں۔

آپ ﷺ کے بعد ہمارے لیے نمونہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے شرف یاب ہوئے اور آپ کے ایمانی، تربوی اور جہادی مدرسہ سے فارغ ہوئے اور آپ ﷺ سے اچھے اخلاق، عمدہ صفات اور شاندار اطوار حاصل کیے۔

پھر ہمارے لیے نمونہ ہمارے سلف صالحین ہیں، جو جلالت و کمالات میں رسول کریم ﷺ کے طریقے اور صحابہ کرام کی سیرت اور ان کے جہادی طریقوں پر چلے اور مستقبل کی نسلوں کے لیے بہترین اور افضل نمونہ چھوڑ گئے...... اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت عطا کی اور مسلمان ان کی اقتداء کرتے ہیں، ان کی سیرت کو نوجوان اپنے لیے باعث نمونہ سمجھتے ہیں اور مبلغین انہی کی دعوت کے نمونوں پر چلتے ہیں۔

بھائیو!...... اس مختصر کتابچے میں میرے لیے یہ ممکن نہیں کہ تاریخ میں جو بلند پایہ عظیم لوگ گزرے ہیں اور جو ہمارے لیے باعث نمونہ ہو سکتے ہیں، ان کی زندگی کے ہر گوشے پر تبصرہ کروں لیکن یہ ضرور ممکن ہے کہ ان کی عظمت کے سمندر سے ان کی بہادری، جرأت، حق گوئی اور آزمائشوں میں ثابت قدمی کے چند موتی چن

سکوں، تاکہ نوجوان مبلغین کے دلوں میں بھی ثابت قدمی و جرأت کے جوہر بیٹھ سکیں اوراس کے ذریعے مومن نوجوان فدا کاری وقربانی کے جذبات اپنے اندر سمو سکیں۔

تاریخ میں جو صاحب قُدوہ حضرات کے کارہائے نمایاں ہیں ان میں سے کچھ نمونے آپ کے لیے لکھ دیتے ہیں تاکہ آپ لوگ اچھی طرح جان لیں کہ دعوت کے راستے میں انہوں نے کتنی بڑی بڑی تکالیف برداشت کیں اوراسلام کے راستے میں کس قسم کے قہر وعذاب جھیلے۔ان تمام مصائب و مشکلات کے باوجود نہ سست پڑے، نہ کمزور ہوئے اور نہ عاجز آئے بلکہ ہمیشہ مجاہدے کی حالت میں رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح مبین اور کھلی نصرت عطا فرمائی۔

ہمارے اور اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے ہر زمان ومکان کے مبلغین کے لیے صبر، قربانی اور ثابت قدمی کی اعلیٰ مثال پیش فرمائی ہے۔مشرکین مکہ نے رسول اللہ ﷺ کو تکالیف پہنچانے کے مختلف راستے اور ظلم کے مختلف اسلوب اپنائے، تاکہ آپ کو دعوت وتبلیغ سے پھیر دیں اور رسالت کا پیغام پہنچانے سے روک دیں، اس کے باوجود آپ ﷺ نہ کمزور ہوئے نہ عاجز آئے۔

کفار نے آپ ﷺ کو ورغلانے، بہلانے اور بھگانے کا راستہ بھی اختیار کیا تاکہ رسالت کی دعوت کو روک سکیں مگر آپ کمزور ہوئے نہ عاجز آئے...... آپ کے ساتھ عائلی دباؤ کا راستہ اپنایا گیا تاکہ تبلیغ رسالت سے روک سکیں۔لیکن آپ

پھر بھی مرعوب نہیں ہوئے۔

آپ کے ساتھ مذاق، ٹھٹھہ اور تہمت بازی کا راستہ اپنایا گیا تاکہ دعوت و رسالت کو روکا جا سکے لیکن پھر بھی آپ کمزور ہوئے نہ عاجز آئے۔ آپ اور آپ کے ہمنواؤں کے ساتھ مکمل اقتصادی بائیکاٹ کا راستہ اپنایا گیا تاکہ آپ کو تبلیغ رسالت سے روکا جا سکے، آخر میں آپ کو اغوا کرنے اور مار ڈالنے کی قرارداد پاس کی گئی تاکہ آپ کو تبلیغ رسالت سے باز رکھا جا سکے، آپ ﷺ پھر بھی عاجز آئے نہ کمزور ہوئے۔

جو اسلوب رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں اختیار کیے رکھا وہ یہ تھا:

« وَاللّٰهِ يَا عَمِّ لَوْ وَضَعُوا الشَّمْسَ فِيْ يَمِيْنِيْ وَالْقَمَرَ فِيْ شِمَالِيْ عَلٰى اَنْ اَتْرُكَ هٰذَا الْاَمْرَ مَا تَرَكْتُهٗ حَتّٰى يُظْهِرَهُ اللّٰهُ اَوْ اُهْلَكَ دُوْنَهٗ » [1]

”(آپ نے ابو طالب کو مخاطب کر کے فرمایا) اے چچا! اللہ کی قسم! اگر یہ لوگ سورج کو میرے دائیں اور چاند کو میرے بائیں ہاتھ پر رکھ دیں کہ میں اس کام کو چھوڑ دوں تو اسے کبھی نہیں چھوڑوں گا، یہاں تک کہ

[1] ”ضعیف“ سيرة ابن هشام : ۱/۲۸۴، ۲۸۵ (مغازی ابن اسحق سے) اور دیکھیے سلسلة الضعيفه للألبانی : ۹۰۹۔ اس کی جگہ یہ روایت رکھیں جو کہ ”حسن“ ہے: ما أنا بأقدر على أن أدع لكم ذلك على أن تشعلوا لي منها شعلة، يعني: الشمس۔ ابن عساکر ۱۱/۳۶۳، المعجم الأوسط للطبرانی۔ اور دیکھیے الصحیحة : ۹۲۔

اللہ تعالیٰ اسے غالب کر دے یا اس کے پیچھے میں ہلاک کر دیا جاؤں۔''

آپ ﷺ کے ہجرت کرنے کے بعد مشرکوں نے آپ سے کئی جنگیں لڑیں، تا کہ آپ کی دعوت اور اس کے پیروکاروں کو جڑ سے اکھیڑ پھینکیں، مشرکین مکہ کے یہ تمام حربے آپ ﷺ کو رسالت کی تبلیغ اور اسلام کو روئے زمین پر پھیلانے سے روک نہ سکے۔ آپ ہمیشہ اللہ کے راستہ میں مخالفین کا مقابلہ کرتے رہے اور دین اسلام کی سربلندی کے لیے جہاد کرتے رہے، تکالیف، سازشوں اور زیادتیوں پر صبر کرتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی فتح و نصرت پہنچی اور ریاست اسلامیہ قائم ہوئی۔

رسول کریم ﷺ کے ساتھیوں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے آپ کو تمام ممکنہ ذہنی، جسمانی اور مالی آزمائشوں پر صبر اور ثابت قدمی کے لیے ہمیشہ تیار رکھا جو اسلام کے راستے میں پیش آئی تھیں۔ وہ نفوس قدسیہ تھے جو راہ حق کے حوادث و آفات کے لیے چٹان بن کر رہتے تھے۔ آلام و مصائب ان کے پائے استقامت میں لغزش نہیں ڈال سکتے تھے۔

مشعل راہ کے طور پر بعض تاریخی مثالیں پیش کی جاتی ہیں کہ کس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دعوت کے میدان میں تکالیف و مشکلات برداشت کیں تا کہ ہم بھی ان کے طریقے اپنائیں اور ثابت قدمی کی اعلیٰ روایات پر ہم بھی چلیں ...... صبر و استقامت کی ان مایہ ناز شخصیات میں سے ایک بلال حبشی رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ ایک ایسے

صابر مومن تھے کہ دعوت و توحید کے میدان میں ہر قسم کی تکالیف اور اذیتیں اٹھائیں، طرح طرح کی آزمائشیں برداشت کیں، جب بھی تکالیف کے دباؤ بڑھ جاتے اور کافر سخت دشمنی پر اتر آتے اور سخت دھوپ میں تپتے ہوئے سنگ ریزوں پر لٹا کے آپ کے پیٹ پر بڑا سا پتھر رکھ دیا جاتا تو ایمان اور ثابت قدمی بڑھ جاتی اور دل کی گہرائی سے پکار اٹھتے:

« اَحَدٌ اَحَدٌ » ''وہ ایک ہے، وہ یکتا ہے۔''[1]

جلیل القدر صحابی عمار رضی اللہ عنہ، ان کی ماں سمیہ، ان کے والد یاسر رضی اللہ عنہم نے اسلام کے راستے میں اتنی تکالیف برداشت کیں جس کی نظیر نہیں ملتی۔ بنو مخزوم کو جب ان کے اسلام کا پتہ چلا تو ان پر ٹوٹ پڑے اور طرح طرح کی اذیتیں دینا شروع کیں۔ بطحاء مکہ میں جب سورج اپنی گرمی کی تپش چھوڑتا، آل یاسر وہاں اذیتوں اور سختیوں کے دن گزارتے۔ انہیں تکالیف پہنچانے کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہاں سے گزر ہوا، آل یاسر کو زنجیروں میں جکڑے دیکھا تو فرمایا:

« اَبْشِرُوْا يَا آلَ يَاسِرٍ فَإِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْجَنَّةُ »[2]

''آل یاسر! خوشخبری ہو تمہیں۔ تمہارے لیے (اللہ کی طرف سے) جنت کا وعدہ ہے۔''

---

[1] ''صحیح'' سنن ابن ماجه، باب فضائل اصحاب رسول اللّٰه۔ مسند احمد: ۱/۴۰۴۔ رقم: ۳۸۳۲۔ صحیح السیرة النبویه: ۱/۱۰۹ حدیث: ۱۵۰۔

[2] صحیح المستدرك للحاكم: ۳/۳۸۸۔ مجمع الزوائد: ۹/۲۹۳۔ الاصابة: ۱/۳۳۱۔ صحیح السیرة النبوية للطرهونی: ۲/۱۱۴۔

آل یاسر نے جب اس (محبت بھری، بشارت والی) آواز کو سنا تو انہیں سکون حاصل ہوا اور ان کے دلوں کو تسکین پہنچی۔ ان کے پاس جب ابوجہل ملعون آتا تو انہیں قتل کرنے کی دھمکی دیتا اور قسم قسم کی اذیتیں دیتا جو لوگوں کے لیے دیدنی ہوتیں۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں دین اسلام کی خاطر سمیہ رضی اللہ عنہا شہید ہوئیں، آپ اسلام میں سب سے پہلی شہیدہ عورت ہیں پھر یاسر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، آپ اسلام میں سب سے پہلے مرد شہید ہیں۔ اب صرف عمار رضی اللہ عنہ مصائب کا مقابلہ کرتے ہوئے زندہ رہتا اور مشکلات پر صبر کرتا ہے۔ تکالیف انتہا کو پہنچ جاتی ہیں۔ آل یاسر رضی اللہ عنہم کے لیے اس جانکاہ واقعہ کے علاوہ اور کچھ بھی نہ ہوتا پھر بھی اسلامی تاریخ میں درخشندہ ستارے کی طرح زندہ رہنے کے لیے کافی ہوتا۔

اور یہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ان چالیس مسلمانوں میں سے ایک ہیں جو ارقم بن ابی الارقم کے گھر میں اسلام لائے۔ انہوں نے اپنی قوم اور ماں کے ڈر سے اسلام کو چھپائے رکھا۔ جب ان پر اس کا معاملہ کھلا تو اسے پکڑ کر بند کر دیا اور اذیتیں دینا شروع کر دیں۔ انہیں قید و بند کی صعوبت دیتے رہے یہاں تک کہ پہلی ہجرت کے وقت حبشہ کی طرف چلے گئے اور مسلمان جب واپس ہوئے آپ بھی ان کے ساتھ واپس ہوئے۔ [1]

آپ رضی اللہ عنہ غزوۂ احد میں شہید ہوئے اس وقت آپ کے کفن کے لیے ایک چادر کے علاوہ کچھ نہ ملا۔ اسے جب سر پر ڈالتے تو پیر ننگے ہو جاتے اور پیروں پر

[1] الاصابة ترجمة مصعب۔

ڈالتے تو سر ننگا ہو جاتا۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ چادر کو سر پر ڈالیں اور پیروں پر اذخر گھاس ڈال دیں۔ ❶

نبی ﷺ نے اس چادر میں لپٹے ہوئے اس نوجوان کی لاش کو دیکھا تو فرمایا:

((لَقَدُ رَأَيُتُكَ بِمَكَّةَ وَمَا بِهَا اَحَدٌ اَرَقُّ حُلَّةٍ وَلَا اَحُسَنُ لُمَّةٍ مِنُكَ ثُمَّ اَنُتَ اَشُعَثُ الرَّأُسِ فِيُ بُرُدَةٍ)) ❷

''مصعب! میں نے تجھے مکہ میں دیکھا، وہاں تم سے زیادہ نرم لبادہ پہننے والا کوئی نہ تھا اور نہ تم سے زیادہ بالوں کو کانوں تک چھوڑنے والا اور اب تو ایک چادر میں لپٹا ہوا پراگندہ سر ہے؟''

پھر آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

﴿ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ وَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴾ ❸

❶ صحيح البخاری، كتاب الجنائز حديث: ۱۲۷۶، صحيح المسلم، كتاب الجنائز، باب فی كفن الميت: ۹۴۰۔

❷ "ضعيف مقطوع" طبقات ابن سعد: ۱۲۲/۳، المستدرك للحاكم ۲۲۱/۳: ۹۴۰۴۔

❸ المستدرك للحاكم: ۲۲۱/۳ حديث: ۴۹۰۵۔ ليكن يه حديث سابقه سے الگ هے اس ميں صرف اتنا هے كه "لما فرغ رسول اللّٰه يوم احد مرعلى مصعب الأنصارى مقتولاً على طريقة فقرأ من المؤمنين .... وما بدلوا تبديلا" تك حاكم نے اسے صحيح كہا اور ذهبى نے اس كى موافقت كى۔(الاحزاب: ۲۳)

”مومنوں میں سے بعض مرد ایسے ہیں جنہوں نے اللہ سے کیا ہوا وعدہ سچ کر دکھایا سو ان میں سے کچھ لوگوں نے اپنی نذر پوری کر لی اور بعض ابھی موقع کے منتظر ہیں انہوں نے ذرہ برابر بھی اپنے وعدے میں تبدیلی نہیں کی۔“

عظیم صحابی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کی فضیلت اور مشکلات کے مواقع پر ثابت قدمی کی نادر مثالیں بیان کرتے ہوئے ان کے نمونۂ عمل کو سب کے لیے واجب اتباع قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

”جس نے کسی کو نمونہ بنانا ہو تو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو اپنے لیے نمونہ بنائے۔ اس لیے کہ یہ لوگ امت اسلامیہ کے سب سے زیادہ نیک دل، گہرا علم رکھنے والے، کم تکلف، اچھی سیرت، اچھے حال والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا انتخاب اپنے نبی ﷺ کی صحبت اور دین اسلام کو قائم کرنے کے لیے کیا تھا۔ پس تم لوگ ان کے فضل کو پہچانو، ان کے آثار کی اتباع کرو، بے شک وہ لوگ سیدھے راستے پر تھے۔“[1]

[1] ”منقطع“ جامع بیان العلم وفضلہ: ۹۴۷/۲، حدیث: ۱۸۱۰۔ تالیف أبی الأشبال۔ مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ حدیث: ۱۹۳ تعلیق للألبانی۔ اگرچہ یہ اوصاف صحابہ کرامؓ کے اندر بدرجۂ اتم موجود تھے لیکن اسنادی لحاظ سے یہ اثر منقطع ہے۔ شیخ ابوالأشبال نے جامع بیان العلم کے حاشیہ میں ابن عمر اور حسن بصری کے ضعیف آثار کو ذکر کر کے کہا: ”مجھے امید ہے کہ یہ اثر ان کی وجہ سے بلند ہو جائے گا۔“ لیکن درجہ وہ متعین نہ کر سکے۔

دعوت حق کے راستے میں ہمارے اسلاف کی جرأتوں ،قربانیوں، ثابت قدمی اور بہادری کے واقعات سے سیرت وتاریخ کی کتابیں بھری پڑی ہیں جوکہ ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔ آپ حضرات کے لیے حق گوئی کے راستے میں اسلاف کی شجاعت و بہادری کے چند انمول نمونے پیش خدمت ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ جب ''عبدالرحمٰن الناصر'' نے اندلس میں مدینۃ الزہراء بنایا، اس کی تعمیر کو بے مثال بنانے کے لیے اس پر بے شمار مال و دولت خرچ کیا۔ اس کی فن کاری یہاں تک پہنچی کہ وہاں '' الصرح الممرد'' بلند وبالا بلڈنگ قائم کی، اس محل کا قُبہ سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنایا، جب اس فن تعمیر کی خبر اس دور کے مشہور فقیہ و قاضی ''مُنذر بن سعید رحمہ اللہ '' نے سنی تو اسے عبدالرحمٰن الناصر کی فضول خرچی اور بے جا راحت طلبی سمجھا۔ اس طرح لوگوں کا مال ضائع کرنے پر بہت غصہ آیا۔ '' الناصر'' کی موجودگی میں مسجد میں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے ، اسے جھڑکتے اور ملامت کرتے ہوئے کہا: '' مجھے یہ گمان نہ تھا کہ راندۂ دُرگاہِ الٰہی شیطان تجھے اس حد تک پہنچائے گا؟ تو نے یہ بھی نہ سوچا کہ اللہ تعالیٰ نے جتنا تجھ پر رحم وکرم فرمایا ہے اس کے بدلے میں شیطان کو اپنے اندر اتنی جگہ دے گا کہ وہ تجھے کافروں کے ٹھکانے تک پہنچائے؟''

مُنذر بن سعید کا خطبہ سن کر عبدالرحمٰن الناصر کپکپایا۔ ان کی بات کاٹتے ہوئے کہا: دیکھ تو کیا کہہ رہا ہے؟ مجھے کافروں کے ٹھکانے تک اللہ تعالیٰ نے کیسے پہنچایا؟

قاضی صاحب نے جواب دیتے ہوئے کہا: '' کیا اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں ہے؟:

﴿ وَلَوْ لَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ○ وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِئُوْنَ ﴾ [1]

'' اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ ایک طریق (کفر پر) ہو جائیں گے، تو ہم جو کوئی اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتے ان کے گھروں کی چھتیں چاندی کی کر دیتے اور (چاندی کی) سیڑھیاں بھی کر دیتے جن پر وہ چڑھتے رہتے اور ان کے گھروں کے دروازے (بھی چاندی کے کر دیتے) اور (چاندی کے) تخت (ان کو دیتے) جن پر تکیہ لگاتے۔''

قاضی صاحب کی زبان سے کلام الٰہی سن کر خلیفہ غمگین ہو گیا اور سر جھکا دیا۔ خشیت الٰہی سے اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے یہاں تک کہ اس کی ڈاڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ پھر قاضی صاحب کی طرف متوجہ ہو کر کہا: '' قاضی صاحب! اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے اور ہم میں آپ جیسے لوگوں کی کثرت کرے۔ اللہ کی قسم! جو آپ نے فرمایا وہی حق ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے ہوئے اس مجلس سے کھڑے ہوئے اور اس قبہ کو توڑ کر زمین بوس کر دیا۔

۲۔ مجاہد کبیر شیخ '' العِزّ بن عبدالسلام'' نے مصر کے سلطان '' نجم الدین

---

[1] الزخرف : ۳۳ ۔ ۳٤ ۔

ایوب" کو بڑے بڑے لوگوں کی بھری مجلس میں کہا: "اے ایوب! اگر اللہ تعالیٰ تم سے کہے کیا میں نے تجھے مصر کی بادشاہت اس لیے دی تھی کہ تو شراب کو حلال کرے؟ اس وقت تیرا کیا جواب ہو گا؟ بادشاہ نے کہا: "کیا حقیقت میں ایسا ہوا ہے؟" شیخ صاحب نے فرمایا: "ہاں، فلاں کے میکدے میں شراب بک رہی ہے اور وہاں ہر قسم کے فسق و فجور ہو رہے ہیں اور تم اس مملکت کی نعمتوں میں لوٹ پوٹ ہو رہے ہو؟" بادشاہ نے کہا: "ان چیزوں کو میں نے اختیار نہیں کیا بلکہ یہ تو میرے باپ کے زمانے سے ہے۔"

شیخ صاحب نے بادشاہ سے کہا تو ان لوگوں میں سے ہے جو کہتے ہیں:

﴿ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَ نَا عَلٰٓی اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓی اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴾ [1]

"(مشرکین کا کہنا ہے) ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا ہے اور ہم تو ان کے قدم بہ قدم چلیں گے۔"

شیخ کی زبان سے کلام الٰہی سن کر بادشاہ نے اس شراب خانے کو سر بمہر کرنے کا سرکلر جاری کر دیا۔

یہ وہی شیخ العِزّ بن عبدالسلام ہیں جنہوں نے دمشق میں صلیبیوں کے ہاتھوں ہتھیار بیچنے کی حرمت کا فتویٰ جاری کیا تھا۔ اس لیے کہ یہ صلیبی مسلمانوں سے اسلحہ خرید کر مسلمانوں سے جنگ کرتے تھے۔ اس فتویٰ کی پاداش میں دمشق کے سلطان اسماعیل الصالح کی طرف سے بہت مشکلات برداشت کرنا پڑیں اور یہ وہی شیخ ہیں

[1] الزخرف: ۲۳۔

جنہوں نے ایک کھلے خط کے ذریعے امراء ممالیک (خاندان غلاماں) کو فروخت کرنے کا فتویٰ جاری کیا اور قیمت بیت المال میں جمع کرنے کو کہا تھا۔ اس فتویٰ کی وجہ سے سلطان نجم الدین ایوب و دیگر امراء کی طرف سے قسم قسم کی تکالیف اٹھانا پڑیں۔

۳۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت اصمعی اپنی کتاب احیاء علوم الدین میں ذکر کیا ہے کہ "حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ مکہ مکرمہ میں امیر المومنین عبدالملک بن مروان کی مجلس میں گئے۔ اس وقت وہ اپنے تخت سلطنت پر براجمان تھا۔ ان کے اردگرد قبائل عرب کے شرفاء بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ جب عبدالملک نے حضرت عطاء کو آتے ہوئے دیکھا تو ان کے استقبال کے لیے آگے بڑھا۔ انہیں لا کر اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور خود ان کے سامنے بیٹھ کر کہا: "ابو محمد! آپ کو یہاں تشریف لانے کی کیا ضرورت پیش آئی؟ حضرت عطاء بن ابی رباح نے فرمایا:

> "امیر المومنین! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم میں اللہ سے ڈرو۔ حرم شریف کو آباد رکھنے کے لیے عہد کر لو۔ مہاجرین و انصار کے بچوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو کیونکہ آپ خود بھی بچپن میں ان کے ساتھ ایک ہی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے۔ مملکت اسلامیہ کی سرحدوں کی حفاظت کے لیے چوکس رہنے والے مجاہدین کے متعلق ڈرتے رہو کیونکہ وہ لوگ مسلمانوں کے لیے قلعوں کی مانند ہیں۔

مسلمانوں کے حالات سے ہمیشہ باخبر رہو کیونکہ ان کے متعلق اکیلے تجھ سے پوچھا جائے گا۔ اپنے دروازے پر بیٹھے ہوئے لوگوں کے متعلق اللہ سے ڈرتے رہو کبھی ان سے غافل مت ہو، ان کے لیے اپنے دروازے بند نہ کرو۔

امیر المومنین نے کہا: ''ہاں میں ایسا ہی کروں گا۔'' پھر عطاء بن ابی رباح کھڑے ہوئے اور جانے لگے۔ امیر المؤمنین نے انہیں پکڑا اور کہا: ''ابو محمد! آپ نے دوسروں کے لیے ہم سے بہت کچھ مطالبہ کیا اور ہم نے اسے پورا کرنے کا وعدہ بھی کیا۔ اب آپ اپنی ضرورت بتا دیجیے؟'' عطاء نے کہا: ''مجھے مخلوق سے کوئی حاجت نہیں۔ یہ کہہ کر وہ نکل گئے۔'' عبدالملک نے کہا: ''تیرے لیے اور تیرے باپ کے لیے شرف و منزلت ہے۔''

آپ بھی اسی طرح تاریخ میں گزرے ہوئے ان مثالی شخصیتوں کی پیروی کریں، پامردی و ثابت قدمی میں ان کے طریقے پر چلیں۔ حق گوئی کے ان اعلیٰ نمونوں کو اپنائیں۔ اگر انہیں ایک اعلیٰ نمونہ سمجھتے ہو تو ان کے راستے پر چلتے ہوئے ان کے طریقۂ دعوت کو مزید آگے بڑھائیں اور دعوت و تبلیغ کے میدان میں بغیر خوف و خطر آگے بڑھتے ہی چلے جائیں تاکہ صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے لوگوں کو آپ کے ہاتھوں ہدایت نصیب ہو جائے اور گمراہ معاشرے کی اصلاح ہو جائے۔ اس طرح سے اسلامی امارت قائم ہوگی، ان شاء اللہ۔

دعوت اور داعی کی فضیلت:

اے علم اسلام کے رکھوالو! اللہ تعالیٰ کے ہاں دعوت الی اللہ اور داعی کی جو فضیلت ہے کیا تم اسے جانتے ہو؟ اللہ تعالیٰ نے جو عظیم شرف و منزلت مبلغین اسلام کو دی ہے کیا تم سمجھتے ہو؟ اللہ تعالیٰ نے مبلغین کی عزت و تکریم کے لیے جو اجر وثواب تیار کیا ہے اسے جانتے ہو؟

آیئے ذرا ان کی شان و منزلت قرآن وسنت کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔ مبلغین اسلام کی رفعت شان کے لیے اتنا کافی ہے کہ داعی اسلام مطلق طور پر امت کا افضل ترین شخص ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ كُنتُمۡ خَيۡرَ اُمَّةٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَأۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ تَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ ﴾ [1]

''لوگوں کے (فائدے اور اصلاح کے لیے) جتنی امتیں پیدا ہوئیں ان سب میں تم بہتر ہو۔ تم اچھا کام کرنے کا حکم دیتے ہو اور برے کام سے منع کرتے ہو اور اللہ پاک پر ایمان رکھتے ہو۔''

مبلغین کی کامیابی اور شرف و مرتبت کے لیے اتنا کافی ہے کہ یہ لوگ دنیا و آخرت میں کامیاب اور نیک بخت ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَلۡتَكُنۡ مِّنۡكُمۡ اُمَّةٌ يَّدۡعُوۡنَ اِلَى الۡخَيۡرِ وَ يَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ

[1] آل عمران: ۱۱۰۔

وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾ ❶

''اور تم میں کچھ لوگ ایسے بھی ہونے چاہئیں جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم کریں اور برے کام سے منع کریں اور یہی لوگ (آخرت میں) بامراد ہونگے۔''

داعیان خیر کی بلندئ شان کے لیے اتنا کافی ہے کہ پوری روئے زمین میں کی جانے والی تمام باتوں سے مبلغ کی بات افضل و اعلیٰ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴾ ❷

'' اور اس سے زیادہ اچھی بات کس کی ہوسکتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی (تابعداری) کی طرف (لوگوں) کو بلائے اور (خود بھی) اچھے کام کرے اور (زبان سے) کہے میں بھی (اللہ کا) تابع فرمان ہوں۔''

مبلغین کی فضیلت کے لیے اتنا کافی ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ اپنی خاص رحمت اور نعمت سے نوازے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ

❶ آل عمران : ۱۰۴۔ ❷ فصلت : ۳۳۔

يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ يُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴾ [1]

''مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں، اچھی بات سکھلاتے ہیں اور بری بات سے منع کرتے ہیں اور نماز شرعی احکام کے مطابق ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا کہا مانتے ہیں یہی لوگ ہیں۔ جن پر اللہ تعالیٰ ضرور رحم کرے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے۔''

داعیانِ اسلام کو ملنے والے لازوال اجر وثواب کے لیے اتنا کافی ہے کہ ان کا اجر وثواب ہمیشہ جاری وساری رہے گا جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ دَعَا اِلَی هُدًی كَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا يَنْقُصُ ذَالِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا)) [2]

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو لوگوں کو راہ ہدایت کی طرف بلاتا ہے اس کے لیے اتنا ثواب ہے جتنا اس پر عمل کرنے والوں کو ملتا ہے۔ اس سے ان کے اجر وثواب میں

[1] التوبة : ٧١ ـ

[2] صحيح مسلم ، كتاب العلم ، باب من سن سنّة حسنة أو سيّئة و من دعا الى هدًى أو ضلالةً : ٦٨٠٤ـ

کمی نہیں ہوتی۔''

مبلغین کے اعزاز اور خیر و برکت کے لیے اتنا کافی ہے کہ کسی کی ہدایت کا ذریعہ بننا دنیا کی ہر چیز سے بہتر ہے۔جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

« فَوَاللّٰهِ لَاَنْ يُّهْدٰى بِكَ رَجُلٌ وَاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنَ حُمُرِ النَّعَمِ » [1]

''اللہ پاک کی قسم تیرے ذریعے ایک آدمی کا راہ راست پر آنا تیرے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔''

اور ایک روایت میں ہے کہ ''تیرے لیے ہر اس چیز سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے۔(یعنی دنیا کی ہر چیز سے)۔''

اگر حقیقت ایسی ہی ہے تو سچے اور مخلص داعی بن کر نکل پڑیں تاکہ آپ بھی ایسے ہی اجر و ثواب اور رفعت و کرامت سمیٹ سکیں اور مالک حقیقی کی طرف سے وعدہ شدہ سچی جگہوں میں پہنچ سکیں۔ نبیوں ، صدیقوں، شہداء اور صالحین کے جھرمٹ میں ہمیں بھی بیٹھنا نصیب ہو جائے۔

نوجوان دعوت و تبلیغ کے مؤثر اسلوب کو جان لیں:

مؤثر انداز دعوت کے اہم اور چوٹی کے اسلوب میں سے یہ ہے کہ مبلغ کا عمل

---

❷ صحیح البخاری ، کتاب الجهاد ، باب دعاء النبی ﷺ الی الاسلام حدیث : ۲۹۴۲۔۳۷۰۱۔

اس کے قول کے مطابق ہو...... جو مبلغ لوگوں کو تو خیر کی طرف دعوت دیتے ہیں خود اس پر عمل نہیں کرتے۔ اس طرز عمل پر وعید سناتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴾ ❶

"مومنو! ایسی بات منہ سے کیوں کہہ بیٹھتے ہو جس کو کر کے نہیں دکھاتے۔ اللہ پاک کو تو یہ بہت ناپسند ہے کہ منہ سے کہو اور کرو نہیں۔"

نیز رب العالمین نے ارشاد فرمایا:

﴿ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴾ ❷

"کیا لوگوں کو بھلائیوں کا حکم کرتے ہو؟ اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو؟ باوجودیکہ تم کتاب الٰہی پڑھتے ہو۔ کیا اتنی بھی تم میں سمجھ نہیں۔"

بھائیو!...... دعوت کے مؤثر ہونے کے اسالیب میں سے یہ بھی ہے کہ جہاں دعوت و تبلیغ کے لیے جانا ہو وہاں کے ماحول و معاشرہ کو جان لیں کہ ضلالت و گمراہی کے مراکز کونسے ہیں؟ صراط مستقیم سے بھٹکنے کے ذرائع و اسباب کیا کچھ ہیں؟ اس کی روشنی میں وہ کونسا اسلوب دعوت اختیار کرنا چاہیے جو وہاں کے بسنے والوں کے دل و دماغ پر اثر کر سکے۔ مثال کے طور پر وہ ممالک یا علاقے اور ماحول جہاں

❶ الصف: ۲۔ ۳۔ ❷ البقرة: ٤٤۔

کمیونسٹ، وجودی اور ماسونی نظریات کے حامل لوگ پائے جاتے ہیں ان کے دل ودماغ پر باطل افکار وعقائد اور اخلاقی گراوٹ کا غلبہ پایا جاتا ہے۔ ایسے علاقوں میں دعوت کے طریقے محاضرات، مذاکرات، مناقشات اور نشریات کا اسلوب ان علاقوں کے نسبت طبعی طور پر مختلف ہوگا جہاں کے رہنے والے نصاریٰ ہیں اور ان میں سرمایہ دارانہ افکار کے لوگ بستے ہیں، مادر پدر آزاد باطل نظریات رکھنے والے لوگ رہتے ہیں۔ ایسی حالت میں ایک داعی کے لیے یہ نہایت ضروری ہے کہ معاشرہ میں پائی جانے والی ہر قسم کی بیماری کو جان لیں۔ اس کے مطابق مناسب اسلوبِ دعوت اپنا کر باقاعدہ پلاننگ کیساتھ ان کا علاج کریں اور مستقل مزاجی کیساتھ تمام انسانوں کو دعوت الی اللہ کی لڑی میں پرونے کی کوشش جاری رکھیں۔ معاشرہ وماحول اور لوگوں کے عقل وشعور کے مطابق دعوتی کام کرنے کی ضرورت واہمیت پر اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان (جسے امام مسلم نے روایت کیا) ہے، صادق آتا ہے:

«مَا اَنْتَ بِمُحَدِّثٍ قَوْمًا حَدِيْثًا لَا تَبْلُغُهٗ عُقُوْلُهُمْ اِلَّا كَانَ لِبَعْضِهِمْ فِتْنَةً»[1]

[1] مقدمة صحيح مسلم باب النهى عن الحديث بكل ما سمع۔ یہ مرفوع حدیث نہیں بلکہ عبداللہ بن مسعود کا اپنا قول ہے۔ جبکہ مرفوع روایت ضعیف ہے۔ دیکھیے ضعیف کنز العمال : ۱۰/۱۹۲، نمبر ۲۹۰۱۱ بروایت ابن عساکر ابن عباس مرفوعاً اور دیکھیے ضعیف الجامع الصغیر : ۵۰۲۳۔ الضعیفة للألبانی : ۴۴۲۷۔

"اگر تو لوگوں کے عقل وشعور سے ہٹ کر بات کرے گا تو یہ ان میں سے بعض کے لیے فتنہ ہوگا۔"

اے حق پرست نوجوانو----! مؤثر اسلوب دعوت میں سے زیادہ اہمیت کے حامل مسئلے سے ابتدا کرنا بھی ہے۔ عبادات کی طرف دعوت دینے سے پہلے عقیدۂ توحید کی طرف دعوت دینی چاہیے۔ دنیاوی زندگی کے رہن سہن سمجھانے سے قبل عبادات کی طرف دعوت دینی چاہیے۔ جزئیات دین کی طرف دعوت دینے سے پہلے کلیات کی طرف دعوت دینی چاہیے۔ سیاسیات زندگی میں کودنے سے پہلے افراد سازی کی طرف توجہ دینی چاہیے۔

یہی طریقۂ دعوت رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا رہا ہے۔ جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف بھیجا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«اِنَّكَ تَقْدَمُ عَلٰى قَوْمِ اَهْلِ كِتَابٍ فَلْيَكُنْ اَوَّلُ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ عِبَادَةُ اللّٰهِ فَاِذَا عَرَفُوْا اللّٰهَ فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ يَوْمِهِمْ وَ لَيْلَتِهِمْ فَاِذَا فَعَلُوْا الصَّلٰوةَ فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكَاةً تُؤْخَذُ مِنْ اَمْوَالِهِمْ وَ تُرَدُّ عَلٰى فُقَرَآئِهِمْ فَاِذَا اَطَاعُوْا بِهَا فَخُذْ مِنْهُمْ وَ تَوَقَّ كَرَائِمَ اَمْوَالِ النَّاسِ»[1]

[1] صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ باب لا تؤخذ کرائم اموال الناس فی الصدقۃ: ۱۴۵۸۔

''آپ اہل کتاب کے پاس جا رہے ہیں۔ پس جس کی طرف آپ ان کو سب سے پہلے دعوت دیں وہ اللہ کی عبادت ہو۔ جب وہ اللہ کو پہچان لیں تو ان کو بتاؤ کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں پس جب وہ نماز ادا کرنے لگ جائیں تو آپ ان کو بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے لی جائے گی اور ان کے فقراء پر تقسیم کر دی جائے گی۔ جب وہ اس چیز کی اطاعت بھی کر لیں تو تم ان سے صدقہ و زکوٰۃ لے لو اور عمدہ مال چن کر لینے سے اجتناب کرو۔''

ایک ملحد جو اللہ کے وجود کا بھی منکر ہو اسے دعوت کیسے دینی چاہیے؟ جو ابھی تک دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوا ہے، اسے حلال وحرام کیسے سمجھائیں؟ مذکورہ حدیث شریف سے ہمیں یہ پتہ چلا کہ ایک مبلغ اور داعی کے لیے یہ ضروری ہے کہ جو زیادہ اہم مسئلہ ہے اسے جان لے تاکہ اس کی دعوت مؤثر ہو سکے اور ضلالت وگمراہی کے گڑھوں سے نکال کر رشد وہدایت کے سرسبز باغ کی طرف لے جا سکے۔

اے میدان دعوت کے مجاہدو! ...... دعوت وتبلیغ کے مؤثر ہونے کے اسلوب میں سے نرم برتاؤ بھی ہے۔ قرآن کریم نے ایک داعی کے اخلاق اور اسلوب دعوت کے بارے میں یوں رہنمائی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ﴾ [1]

---

[1] آل عمران: ۱۵۹۔

''اگر آپ بدزبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے۔''

﴿ اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ﴾ ❶

''اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو اللہ کی وحی اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلایے اور ان سے بہترین اور شائستہ طریقے سے مباحثہ کیجیے۔''

﴿ وَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَكَّرُ اَوْ یَخْشٰی ﴾ ❷

''(اے موسیٰ اور ہارون) تم دونوں اسے (فرعون کو) نرمی سے سمجھاؤ تاکہ وہ سمجھ لے یا ڈر جائے۔''

ایک داعی عباسی خلیفہ ابوجعفر منصور کے پاس گیا، اس کو نصیحت کرنے میں سخت انداز دعوت اختیار کیا، تو خلیفہ نے کہا: ''اے شخص! میرے ساتھ نرمی کرو، اللہ تعالیٰ نے تم سے بھی ایک افضل شخص کو مجھ سے بھی بدتر شخص کی طرف بھیجا (اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجا) اور اسے حکم دیا:

﴿ فَقُوْلَا لَهُ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهُ یَتَذَكَّرُ أَوْ یَخْشٰی ﴾ ❸

''خلیفہ کی بات سن کر وہ داعی شرمندہ ہوا۔''

لوگوں کو دعوت دینے میں نرمی برتنا، دانائی وحکمت کے ساتھ موعظہ حسنہ اختیار

❶ النحل: ۱۲۵۔ ❷ طٰہٰ: ٤٤۔ ❸ طٰہٰ: ٤٤۔

کرنا، داعیوں کے سردار نبی اکرم ﷺ کا طریقہ تھا۔ آپ ﷺ کے انداز دعوت کے چند انمول نمونے ملاحظہ فرمائیں:

❊ ((أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : بَالَ اَعْرَابِيٌّ فِي الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَهُ النَّاسُ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ " دَعُوْهُ وَ هَرِيْقُوْا عَلَى بَوْلِهٖ سِجْلاً مِّنْ مَّآءٍ أَوْ ذَنُوبًا مِّنْ مَاءٍ، فَاِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ وَ لَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِيْنَ)) [1]

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بدوی شخص نے مسجد میں پیشاب کیا، لوگ اسے مارنے کے لیے کھڑے ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' اسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر ایک ڈول پانی کا ڈال دو۔ تمہیں آسانی کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے، تم لوگ سختی کرنے کے لیے نہیں بھیجے گئے۔''

❊ ((أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ قَالَ بَيْنَا اَنَا اُصَلِّي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَقُلْتُ " يَرْحَمُكَ اللّٰهُ " فَرَمَانِي الْقَوْمُ بِاَبْصَارِهِمْ ، فَقُلْتُ : وَاثُكْلَ اُمِّيَاهُ ! مَاشَأْنُكُمْ تَنْظُرُوْنَ اِلَيَّ فَجَعَلُوْا يَضْرِبُوْنَ بِاَيْدِيْهِمْ عَلَى

---

[1] صحيح بخارى ، كتاب الوضوء ، باب صبّ الماء على البول فى المسجد : ۲۲۰ ـ

اَفْخَاذِهِمْ فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ يُصَمِّتُونَنِي لٰكِنِّيْ سَكَتُّ فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَبِأَبِيْ هُوَ وَ أُمِّيْ مَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهٗ وَ لَا بَعْدَهٗ اَحْسَنُ تَعْلِيمًا مِّنْهُ فَوَاللّٰهِ مَا كَهَرَنِيْ وَ لَا ضَرَبَنِيْ وَلَا شَتَمَنِيْ ...... قَالَ : اِنَّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِّنْ كَلَامِ النَّاسِ اِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَ التَّكْبِيرُ وَ قِرَاءَةُ الْقُرْآن)) [1]

"معاویہ بن حکم سلمی نے کہا ایک دفعہ میں اللہ کے رسول ﷺ کیساتھ نماز پڑھ رہا تھا۔ اچانک ایک آدمی کو چھینک آ گئی میں نے "یَرْحَمُكَ اللّٰهُ" کہا۔ لوگ غصیلے انداز میں مجھے گھورنے لگے۔ میں نے کہا: "مجھے اپنی ماں گم پائے!! تمہیں کیا ہوا میری طرف گھور رہے ہو؟ جب یہ کہا تو لوگ اپنے ہاتھوں کو رانوں پر مارنے لگے۔ میں نے خیال کیا کہ لوگ مجھے خاموش کرا رہے ہیں، تب میں خاموش ہوگیا۔ جب اللہ کے رسول ﷺ نماز پڑھا چکے تو میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ ﷺ سے بہتر تعلیم دینے والا نہ آپ سے پہلے نہ آپ کے بعد کسی کو میں نے دیکھا۔ اللہ کی قسم! نہ آپ ﷺ نے مجھے ڈانٹا، نہ مارا اور نہ برا بھلا کہا۔ صرف اتنا کہا کہ یہ نماز تسبیح، تکبیر اور تلاوت کلام پاک کرنے کے لیے ہے، اس میں لوگوں سے بات کرنا درست نہیں۔"

[1] صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ، باب تحریم الکلام فی الصلوٰۃ: ۱۱۹۹۔

❄ ((عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِنَّ فَتًی شَابًّا اَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِئْذَنْ لِیْ بِالزِّنٰی ؟ فَأَقْبَلَ الْقَوْمُ عَلَیْهِ فَزَجَرُوْهُ وَقَالُوْا : مَهْ مَهْ فَقَالَ: اُدْنُهْ، فَدَنَا مِنْهُ قَرِیْباً ، قَالَ فَجَلَسَ قَالَ أَتُحِبُّهٗ لِاُمِّكَ ؟ قَالَ لَا وَاللّٰهِ ، جَعَلَنِیَ اللّٰهُ فِدَاءَ كَ۔ قَالَ وَ لَا النَّاسُ یُحِبُّوْنَهٗ لِاُمَّهَاتِهِمْ ۔ قَالَ اَفَتُحِبُّهٗ لِاِبْنَتِكَ؟ قَالَ لَا وَاللّٰهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، جَعَلَنِیَ اللّٰهُ فِدَاءَ كَ۔ قَالَ: وَ لَا النَّاسُ یُحِبُّوْنَهٗ لِبَنَاتِهِمْ ۔ قَالَ اَفَتُحِبُّهٗ لِاُخْتِكَ؟ قَالَ: لَا وَاللّٰهِ ، جَعَلَنِیَ اللّٰهُ فِدَاءَ كَ قَالَ : وَ لَا النَّاسُ یُحِبُّوْنَهٗ لِاَخَوَاتِهِمْ ۔ قَالَ اَفَتُحِبُّهٗ لِعَمَّتِكَ؟ قَالَ لَا وَاللّٰهِ، جَعَلَنِیَ اللّٰهُ فِدَاءَ كَ۔ قَالَ وَ لَا النَّاسُ یَحِبُّوْنَهُ لِعَمَّاتِهِمْ ۔ قَالَ اَفَتُحِبُّهٗ لِخَالَتِكَ ؟ قَالَ لَا وَاللّٰهِ ، جَعَلَنِیَ اللّٰهُ فِدَاءَ كَ قَالَ وَلَا النَّاسُ یُحِبُّوْنَهُ لِخَالَاتِهِمْ ...... فَوَضَعَ یَدَهٗ عَلَیْهِ وَقَالَ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهٗ وَ طَهِّرْ قَلْبَهُ وَحَصِّنْ فَرْجَهٗ " قَالَ فَلَمْ یَكُنْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْفَتٰی یَلْتَفِتُ اِلٰی شَیْئٍ)) [1]

" ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک نوجوان اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: "اے اللہ کے نبی ﷺ! کیا مجھے زنا کرنے کی

[1] "صحیح" اخرجه احمد فی مسنده : ۵/۲۵۷۔ : ۲۲۱۱۲۔

اجازت ہے؟'' لوگ یہ سن کر غصے سے چیخ پڑے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اسے نزدیک کر لو۔'' وہ جوان قریب آیا یہاں تک کہ آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: ''اے جوان! کیا یہ فعل اپنی ماں کے لیے پسند کرتے ہو؟'' کہنے لگا: ''آپ ﷺ پر قربان جاؤں، ہرگز نہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایسے ہی لوگ بھی اس بات کو اپنی ماؤں کے لیے پسند نہیں کرتے۔'' پھر فرمایا: ''کیا یہ فعل اپنی بیٹی کے لیے پسند کرتے ہو؟'' اس نے کہا ''نہیں۔'' میں آپ ﷺ پر قربان ہو جاؤں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسی طرح لوگ بھی اپنی بیٹیوں کے لیے زنا پسند نہیں کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا یہ عمل اپنی بہن کے لیے پسند کرتے ہو؟'' اس نے کہا ''نہیں۔'' میں آپ ﷺ پر قربان ہو جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسی طرح لوگ بھی اپنی بہنوں کے لیے پسند نہیں کرتے۔'' آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا یہ عمل اپنی پھوپھی کے لیے پسند کرتے ہو؟'' اس نے کہا: نہیں میں آپ ﷺ پر قربان جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسی طرح لوگ بھی اپنی پھوپھیوں کے لیے پسند نہیں کرتے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا یہ عمل اپنی خالہ کے لیے پسند کرتے ہو؟'' تو اس نے جواب دیا: ''نہیں، میں آپ ﷺ پر قربان

جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسی طرح لوگ بھی اپنی خالاؤں کے لیے پسند نہیں کرتے۔''...... اور رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس شخص کے سینہ پر رکھ کر دعا کی ''اے اللہ! اس کے گناہ بخش دے، اس کے دل کو پاک کر دے اور اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما۔'' آپ ﷺ کی دعا کی بدولت اس جوان پر زنا سے ناپسندیدہ چیز اور کچھ نہ رہی۔''

ایسے ہی اعلیٰ حکیمانہ انداز دعوت کی وجہ سے لوگ بصد شوق و رغبت دین اسلام میں داخل ہوتے تھے، صحابہ کرام آپ ﷺ سے شدید قسم کی محبت رکھتے تھے۔ اپنی جانوں کو آپ ﷺ پر قربان کرنے کے لیے تیار رہتے تھے۔ آپ کی جدائی برداشت نہیں کرتے تھے۔ اسی لیے ابوسفیان کو کہنا پڑا

((مَا رَأَیْتُ اَحَدًا یُحِبُّ اَحَدًا کَحُبِّ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ مُحَمَّدًا))

''میں نے کسی کو کسی سے اتنی محبت کرتے ہوئے نہیں دیکھا جتنی اصحاب محمد کو محمد ﷺ سے محبت کرتے دیکھا ہے۔''

یہ چند اہم مؤثر اسالیب دعوت ہیں، جن کا ذکر ہو چکا۔ آپ کو چاہیے کہ ان میں سے جو بہتر اور مؤثر انداز دعوت ہے اسے اپنائیں اور یہ یاد رکھئے:

۱۔ جن کا عمل اپنی بات سے مطابقت رکھے گا لوگ ان کی بات زیادہ قبول کریں گے اور ان پر اعتماد کریں گے۔

۲۔ اگر معاشرہ اور ماحول کو سمجھ کر دعوت دیں گے تو آپ کی دعوت صدا بصحرا ثابت نہ ہوگی۔

۳۔ اگر دعوت کا کام اہم تر مسائل سے بتدریج شروع کریں گے تو آپ کو خیر کثیر حاصل ہوگا۔

۴۔ اگر دعوت کے کام میں نرم روی اختیار کریں گے تو لوگوں کے دل و دماغ آپ کی طرف مائل ہوں گے اور آپ کی دعوت قبول کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

کوشش کرو کہ آپ کامیاب مبلغ و داعی بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ کے مخلص و عامل سپاہی و مجاہد بن جائیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ آپ کی کوششیں رائیگاں نہیں کرے گا اور آپ کے اعمال ضائع نہیں کرے گا۔ اگر آپ اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے گا اور آپ کو ثابت قدمی بخشے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ایمان کے اساسی ارکان میں سے اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لانا بھی ہے۔ ہر مسلمان کے لیے اس رکن کو اپنے دماغ میں راسخ کرنا بہت ضروری ہے اور خاص کر داعی کے لیے نہایت لازم ہے۔ داعی اور مبلغ کا اس بات پر ایمان لانا کہ ''اچھی اور بری تقدیر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہونا ہے۔'' اس کا معنی ومطلب یہ ہے کہ داعی صمیمِ قلب سے یہ اعتقاد رکھیں کہ موت و حیات اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ مشیت الٰہی میں جو کچھ اسے لاحق ہونا لکھا ہوا ہو وہ اس سے ٹل کر کہیں جانے والا نہیں اور جو اس کی قسمت میں لکھا ہوا نہ ہو تو اسے وہ ملنے والا نہیں۔ اگر پوری روئے

زمین کی مخلوق اکٹھی ہو کر کسی کو کوئی فائدہ پہنچانا چاہے تو اللہ تعالیٰ کے مقدر و مشیت کے بغیر اسے کوئی طاقت فائدہ نہیں پہنچا سکتی اور اگر پوری امت جمع ہو کر اسے نقصان پہنچانا چاہے تو تقدیر الٰہی کے بغیر کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

ایک داعی کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اس کے مدنظر رہے:

﴿ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلٰنَا وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴾ ❶

''کہہ دیجیے! ہمیں کوئی مصیبت پیش نہیں آ سکتی، مگر جو اللہ نے ہماری قسمت میں لکھ دی ہے۔ وہی ہمارا مالک ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسا کرنا چاہیے۔''

صبح و شام داعی کی زبان پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہونا چاہیے:

﴿ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ط ﴾ ❷

''اور کوئی شخص نہیں مر سکتا جب تک اللہ کا حکم نہ ہو، اس نے موت مقرر وقت پر لکھ رکھی ہے۔''

اسی بنیاد پر ہر داعی الی اللہ، مجاہد فی سبیل اللہ کے لیے ضروری ہے کہ اپنے اندر صرف اللہ تعالیٰ کا خوف اور ڈر سمو لے، شجاعت و بہادری اور صبر و شکر کا زیور پہن لے، آپ کی زبان پر بھی وہی الفاظ جاری رہنے چاہئیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی

❶ التوبة: ٥١۔ ❷ آل عمران: ١٤٥۔

زبان پر جاری رہتے تھے۔ جب دشمنوں سے آمنا سامنا ہوتا اور میدان قتال میں گھمسان کا رن پڑتا تو فرماتے:

اَيِّ يَوْمَيْنِ مِنَ الْمَوْتِ اَفِرُّ　　يَوْمٌ لَا يُقَدَّرُ اَمْ يَوْمٌ قُدِّرُ
يَوْمٌ لَا يُقَدَّرُ لَا اُرْهِبُهٗ　　وَ مِنَ الْمَقْدُوْرِ لَا يَنْجُوْ الْحَذَرُ

''میں دو دنوں میں سے کونسے دن موت سے بھاگوں ؟ اس دن سے جس میں مشیت الٰہی نہیں، یا اس سے جس میں مشیت الٰہی ہے؟ جس دن مشیت میں میری موت نہیں پس اس دن سے میں ڈرتا نہیں اور اس دن سے جس میں تقدیر الٰہی میں موت لکھی ہوئی ہے، بچ کے رہنے سے کوئی بچ نہیں سکتا۔''

قضاء وقدر پر ایمان لانے کے معانی میں سے یہ بھی ہے کہ ہر داعی سچے دل سے یہ ایمان رکھے کہ رزق اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ نے کسی کے لیے جو مال و دولت لکھ رکھی ہے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جس کی قسمت میں رزق لکھا ہوا نہ ہو اسے کوئی دے نہیں سکتا اور ہر مسلمان کے سامنے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہ ارشاد ہونا چاہیے:

﴿ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَّصِيْرًا ﴾ [1]

''(اے پیغمبر!) تیرا مالک جس کو چاہتا ہے فراغت کیساتھ روزی دیتا

[1] الاسراء: ۳۰۔

ہے اور (جس کو چاہتا ہے) تنگی سے (دیتا ہے) وہی اپنے بندوں
کو خوب جانتا، دیکھتا ہے۔"

صبح و شام زبان پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہونا چاہیے:

﴿ وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ○ فَوَ رَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ○ ﴾ [1]

"اور آسمان میں تمہاری روزی ہے اور جس چیز کا تم سے وعدہ ہے۔ تو آسمان اور زمین کے مالک کی قسم! وہ (بہشت، دوزخ، قیامت وغیرہ) سچ ہیں (ان میں کوئی شبہ نہیں) جیسے تم بیان کر رہے ہو۔"

ان آیات کی روشنی میں داعی اور مبلغ کو چاہیے کہ ذلت و رسوائی سے اپنے نفس کو بچا کر رکھیں، کوئی چیز مانگنے میں الحاح (چمٹ کر مانگا) نہ کریں، خواہشات نفسانی اور کنجوسی کو اپنے پاس پھٹکنے نہ دیں۔ ایثار و قربانی، عزت نفس اور انفاق فی سبیل اللہ جیسی صفات سے اپنے آپ کو مزین کریں۔ اپنے قول و عمل سے وہ نغمہ الاپیں جو سلف امت کے جید فقیہ امام شافعی نے الاپا تھا۔ آپ اعلیٰ شان و عزت نفس اور قناعت کے بول بولتے ہوئے فرماتے ہیں:

اَنَا اِنْ عِشْتُ لَسْتُ أعدمُ قُوتَا ۔۔۔ وَ اِذَا مِتُّ لَسْتُ اَعْدِمُ قَبْرًا
هِمَّتِیْ هِمَّةُ الْمُلُوْكِ وَ نَفْسِیْ ۔۔۔ نَفْسٌ حُرٌّ تَرَى الْمُذِلَّةَ كُفْرًا

---

[1] الذاریات: ۲۲ ـ ۲۳۔

وَ اِذَا مَا قَنَعْتُ بِالْقُوتِ عُمْرِیْ فَلَمَّا ذَا اَخَافُ زَیْدًا وَّ عَمْرًوا

''اگر میں زندہ رہوں تو کھانے کے لقمہ سے محروم نہ ہوں گا اور اگر مر جاؤں تو قبر سے بھی محروم نہ ہونگا۔ میرا عزم و ہمت بادشاہوں جیسا ہے اور میری جان آزاد انسان کی جان ہے جو ذلت کو کفر سمجھتا ہے۔ جب تک میں عمر بھر قناعت سے لقمۂ معاش پر اکتفا کرتا ہوں تو میں فلان اور فلان سے کیوں ڈروں۔''

مومن بھائیو! قضاء و قدر پر ایمان رکھنے کے معنی میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی آزمائش کے لیے خوف، ڈر، بھوک اور پیاس، بیماری، مال میں کمی، موت اور میووں میں کمی جیسی مشکلات ڈال دے تو اسے مشیت الٰہی سمجھتے ہوئے خندہ پیشانی سے صبر کا دامن تھامے رکھیں اور رضا بتقدیر الٰہی کا نمونہ پیش کریں اور یہ پختہ ایمان رکھیں کہ مصیبت کو ٹالنے والا اور نعمتوں اور آسائشوں کا عطا کرنے والا صرف ذات الٰہی جل جلالہ ہی ہے اور اپنے سامنے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہمیشہ رکھنا چاہیے:

﴿ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ ﴾ [1]

---

[1] البقرة: ١٥٥ - ١٥٦۔

”اور ہم ضرور تم کو کچھ ڈر، کچھ بھوک، کچھ مال، کچھ جانوں، کچھ پھلوں کے نقصانات سے آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دیجیے، انکو جب کوئی مصیبت آ پڑتی ہے تو کہتے ہیں ”ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔“

ہر داعی و مبلغ کے لیے ضروری ہے کہ اپنے آپ کو نفسانی وسوسوں اور ڈراؤنے افکار و خیالات سے بچا کر رکھے اور آزمائشوں پر ہمت نہ ہارے۔ بلکہ مضبوط ہمت کے زیور سے مزین ہو کر آمدہ مشکلات و خطرات کو قضائے الٰہی سمجھ کر خندہ پیشانی سے سامنا کرے اور اگر رات گزارے تو مطمئن طبیعت و پرسکون خیالات و احساسات کے ساتھ رات گزارے اور وہی کہے جو طغرائی نے اپنے قصیدہ لامیہ میں کہا تھا ؎

حُبُّ السَّلَامَةِ یَثْنِیْ هُمُ صَاحِبَهٗ
عَنِ الْمُعَالِی وَ یَغْرِیُ الْمَرْءِ بِالْکسل
فَاِنْ جَنَحَتُ اِلَیْهِ فَاتَّخِذْ نَفَقًا
فِیْ الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِی الْجَوِّ فَاعْتَزِلْ

”سلامت پسندی انسان کی ہمت کو اعلیٰ رتبوں کے حصول سے پھیر دیتی ہے اور سستی و کاہلی انسان کو دھوکا میں رکھتی ہے۔ اگر تو اس صفت مذمومہ کی طرف مائل ہو (لیکن اس کے انجام بد سے بچنا چاہتے ہو) تو زمین میں سُرنگ کھود کر یا سیڑھی سے فضا میں چڑھ کر اس کے انجام سے الگ

تھلگ رہو۔‘‘

یا شاعر کے اس شعر کو گنگنایے ؎

دَعِ الْمَقَادِيْرَ تَجْرِیْ فِیْ اَعْنَتِهَا
وَ لَا تَبِيْتُنَّ اِلَّا خَالِیَ الْبَالِ

’’تقدیروں کو اپنی دشواریوں کے ساتھ ہی چلنے دو اور صرف آسودہ حال ہو کر ہی رات گزارو۔‘‘

جو لوگ فرائض دعوت کی ادائیگی سے بہانے بنا کر اپنے نفس کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مثلاً میں کمزور ہوں۔ اہل وعیال والا ہوں۔ مالی تنگی دامن گیر ہے۔ اعلاء کلمہ حق سے اور تبلیغ دین سے لوگ تنگی و تکلیف محسوس کرتے ہیں وغیرہ۔ ہم ایسے لوگوں سے کہیں گے کہ اسلام کی حقیقت و بنیاد توحید، ایمان باللہ، قضاء وقدر پر راضی رہنے، پیش آمدہ مصائب و آلام کو خندہ پیشانی سے تسلیم کرنے پر رکھی گئی ہے۔ لیکن جو لوگ دنیاوی مال و دولت اور معاش زندگی سے محبت کی وجہ سے مشکلات و تکالیف کی باتیں کرتے ہیں، یہ بزدل لوگوں کی سوچ ہے۔ جنہوں نے ایمان کا مزہ بالکل نہیں چکھا۔ اس نے یہ سمجھا ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی مالدار اور مفلس کرنے والا ہے، وہی فیصلہ کرنے والا، وہی تقدیر بنانے والا ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔

اے وہ لوگو جو مال و دولت کے ختم ہونے سے ڈرتے ہو! ذرا اس مومنہ صابرہ

کا واقعہ تو پڑھ لیجیے، جو اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور اسلام کی محبت میں پلی اور بڑھی۔ ان کے درخشندہ موقف سے ذرا سبق تو لیجیے!!

جب اس مومنہ کا خاوند جہاد کے لیے نکلا تو اس کے غم اور فکر کو مزید سلگانے کے لیے، اس کے جذبات و احساسات کو مزید بھڑکانے کے لیے ایک شخص نے آ کر کہا: ''اے مسکین ماں! اگر اللہ تعالیٰ نے تیرے خاوند کے لیے شہادت لکھ رکھی ہو تو تیرے بچوں کے اخراجات کون اٹھائے گا؟ یہ باتیں سن کر اس مومنہ عورت نے کمال اطمینان اور ایمان و یقین سے کہا:

((اِنِّیْ اَعْرِفُ زَوْجِیْ أَکَّالًا وَلَمْ اَعْرِفْهُ رَزَّاقًا فَاِذَا مَاتَ الْاَکَّالُ بَقِیَ الرَّزَّاقُ))

''میں اپنے خاوند کو کھلانے والا تو جانتی ہوں، اس کو کبھی رزاق کے طور پر نہیں جانا۔ جب کھلانے والا مر جائے گا تو رزق دینے والا تو باقی رہے گا۔''

اے لوگو! جو مصیبت سے گھبرا جاتے ہو! ذرا حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کے فرمان پر دھیان تو کیجیے، ان کی پختہ ایمانی تو دیکھیے، قضائے الٰہی پر سر تسلیم خم کرنے کا اعلیٰ نمونہ تو ملاحظہ کیجیے۔ جب جنگ قادسیہ میں ان کے چار بیٹوں کی شہادت کی خبر ان تک پہنچتی ہے تو کیا کہتی ہیں:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَّفَنِیْ بِقَتْلِهِمْ ، وَ اَرْجُوْ مِنَ اللّٰهِ اَنْ

يَجْمَعَنِيْ وَ اِيَّا هُمْ فِيْ مَقَرِّ رَحْمَتِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ❶

''ہر قسم کی تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، جس نے ان کی موت (شہادت) سے مجھے شرف بخشا۔ میں اللہ سے امید رکھتی ہوں کہ مجھے ان کے ساتھ قیامت کے دن اپنی رحمت کے ٹھکانے (جنت) میں اکٹھا کرے گا۔''

اے موت اور جنگ سے خوف کھانے والو! زندہ رہنے کی تمنا رکھنے والو! ذرا خالد بن ولید کے فرمان کو تو دیکھو!

((لَقِيْتُ كَذَا وَكَذَا زَحْفًا وَمَا فِيْ جَسَدِيْ شِبْرٌ اِلَّا وَ فِيْهِ ضَرْبَةٌ بِسَيْفٍ ، اَوْ طَعْنَةٌ بِرُمْحٍ ، وَ هَا اَنَا اَمُوْتُ عَلَى فِرَاشِيْ حَتْفَ اَنْفِيْ كَمَا يَمُوْتُ الْعَيْرُ وَمَعْنَاهُ الْحِمَارُ؟ فَلَا نَامَتْ اَعْيُنُ الْجُبَنَاءِ)) ❷

---

❶ اعلام النبلاء لعمر رضا کحّالۃ۔

❷ سیر اعلام النبلاء ۱/ ۳۸۲۔۷۸، الاستیعاب علی ھامش الاصابۃ : ۱/ ۴۰۸ تھذیب الکمال ترجمۃ خالد بن الولید۔ لیکن یہ اثر ثابت نہیں، اس کے راویوں میں واقدی ھے جو کہ متروک ھے۔ نیز یہ ابوالزناد عبداللہ بن ذکوان کی روایت ھے جو طبقہ خامسہ کا راوی ھے، اس کی پیدائش ۴۵ یا ۶۴ ھجری ھے۔ تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے اس کا سماع کس طرح ثابت ھوا جو کہ ۲۱ یا ۲۲ ھجری کو وفات پاتے ھیں۔ حافظ ابن حجر نے بھی اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ھے۔ تھذیب التھذیب۔

''میں تقریباً بہت سی جنگوں میں شریک ہوا ہوں اور میرے جسم میں ایک بالشت برابر ایسا حصہ نہیں ہے جہاں تلوار کی ضرب نہ لگی ہو، یا نیزہ نہ چبھا ہو۔ کیا گدھے کی مانند میں اپنے بستر پر ہی مروں گا؟ بزدلوں کی آنکھوں میں نیند نہ آئے۔''

او میری ملت کے سپوتو! کیا جانتے ہو اللہ تعالیٰ کا طریقہ جو انبیاء، مصلحین اور مبلغین اسلام کے ساتھ رہا ہے، دعوت و تبلیغ کے راستے میں انہیں مختلف قسم کی آزمائشیں اور مصائب آئے، دشمنوں کے مکر و فریب کے شکار ہوئے، جب حق و باطل کا آمنا سامنا ہوتا ہے تو یہی طریقہ رہا ہے، جیسا کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا:

﴿ الٓمّٓ ○ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَکُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَهُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ ○ وَلَقَدۡ فَتَنَّا الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ فَلَیَعۡلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیۡنَ صَدَقُوۡا وَلَیَعۡلَمَنَّ الۡکٰذِبِیۡنَ ○ ﴾ [1]

''کیا لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ (زبان سے) ہم کہہ دیں گے ایمان لائے تو چھوڑ دیے جائیں گے اور ان کی جانچ نہ ہوگی؟ اور ہم ان سے پہلے کے (ایماندار) لوگوں کو آزما چکے ہیں۔ پس ضرور بہ ضرور اللہ تعالیٰ راست بازوں اور دروغ گو لوگوں کو پہچان لے گا۔''

نیز فرمایا:

[1] العنکبوت: ۱۔۳۔

﴿ اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا الۡجَنَّةَ وَ لَمَّا يَاۡتِكُمۡ مَّثَلُ الَّذِيۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلِكُمۡ ؕ مَسَّتۡهُمُ الۡبَاۡسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلۡزِلُوۡا حَتّٰى يَقُوۡلَ الرَّسُوۡلُ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ مَتٰى نَصۡرُ اللّٰهِ ؕ اَلَا اِنَّ نَصۡرَ اللّٰهِ قَرِيۡبٌ ﴾ ❶

''مسلمانو! کیا تم سمجھتے ہو کہ تکلیف اٹھائے بغیر ہی جنت میں داخل ہو جاؤ گے؟ جبکہ ابھی تک تو تمہاری وہ حالت نہیں ہوئی جو اگلے لوگوں کی ہوئی تھی۔ ان پر مصیبت اور تکلیف آ گئی (یعنی مفلسی اور بیماری نے گھیر لیا) اور اس درجہ تک جھنجھوڑ دیے گئے کہ خود پیغمبر اور ان کے مومن ساتھی (گھبرا کر) بول اٹھے'' اللہ کی مدد کب آئے گی؟'' سن لو! اللہ کی مدد نزدیک ہے۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَاسۡتَجَابَ لَهُمۡ رَبُّهُمۡ اَنِّىۡ لَاۤ اُضِيۡعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنۡكُمۡ مِّنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى ۚ بَعۡضُكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡضٍ فَالَّذِيۡنَ هَاجَرُوۡا وَاُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِيَارِهِمۡ وَ اُوۡذُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِىۡ وَ قٰتَلُوۡا وَقُتِلُوۡا لَاُكَفِّرَنَّ عَنۡهُمۡ سَيِّاٰتِهِمۡ وَلَاُدۡخِلَنَّهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ثَوَابًا مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عِنۡدَهٗ حُسۡنُ الثَّوَابِ ﴾ ❷

❶ البقرة: ٢١٤۔ ❷ آل عمران: ١٩٥۔

''اللہ کریم نے ان کی دعا اس طرح قبول کی (فرمایا) میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا (نیک) عمل ضائع نہیں کروں گا مرد ہو یا عورت پھر جن لوگوں نے ہجرت کی، جو اپنے گھروں سے نکالے گئے، میری راہ میں ستائے گئے، جنہوں نے جہاد کیا، شہادت سے ہمکنار ہوئے، یقیناً میں ان کے گناہوں کو مٹا دوں گا اور ان کو ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی۔ یہ اللہ کی طرف سے بدلہ ہوگا (نیک اعمال کا) اور اللہ تعالیٰ کے ہاں تو اچھا ہی بدلہ ہے۔''

《 عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ : قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ : اَیُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلاءً ؟ قَالَ : اَلْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ يُبْتَلَى الْعَبْدُ عَلَى حَسْبِ دِيْنِهٖ فَاِنْ كَانَ فِيْ دِيْنِهٖ صُلْبًا اِشْتَدَّ بَلَاؤُهٗ، وَاِنْ كَانَ فِيْ دِيْنِهٖ، رِقَّةٌ اِبْتَلَاهُ عَلَى حَسْبِ دِيْنِهٖ فَمَا يَبْرَحُ الْبَلَاءُ بِالْعَبْدِ حَتَّى يَتْرُكَهٗ يَمْشِيْ عَلَى الْاَرْضِ وَمَا عَلَيْهِ خَطِيْئَةً 》[1]

''حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ہم نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کون سے لوگوں کی آزمائش زیادہ سخت ہوتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انبیاء کی، پھر دین میں افضل سے افضل آدمی کو اس کی پختہ ایمانی کے مطابق آزمایا جاتا ہے۔ جتنی دین میں پختگی

[1] مسلم، کتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب صفة الجنة : ٧١٣٠۔

ہو گی اتنی سخت اس کی آزمائش ہو گی۔ جو دینی اعتبار سے کچا ہو گا، اسے بھی اسی کے مطابق آزمایا جائے گا۔ بندے کی آزمائش اس وقت تک جاری رہے گی جب تک وہ اس طرح زمین پر چلتا پھرتا رہے گا کہ اس پر ایک گناہ بھی نہ ہوگا۔''

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث نقل کی ہے:

((عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ وَ حُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ)) [1]

''جنت کو مشقتوں سے اور جہنم کو شہوات سے ڈھانپ دیا گیا ہے۔''

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے کہ جب کمزور مسلمانوں پر کفار قریش کی ایذائیں بڑھ گئیں تو ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے سائے میں چادر تکیہ بنا کے لیٹے ہوئے تھے۔ آپ کے ساتھی (حضرت خباب بن ارت) آ کر کہنے لگے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے نصرت الٰہی کیوں نہیں مانگتے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے دعائیں کیوں نہیں کرتے؟ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((قَدْ كَانَ مِنْ قَبْلِكُمْ يُؤْخَذُ الرَّجُلُ فَيُحْفَرُ لَهٗ فِي الْاَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيهَا فَيُجَاءُ بِالْمِنْشَارِ فَيُوضَعُ عَلٰى رَأْسِهٖ فَيُجْعَلُ نِصْفَيْنِ وَ يُمْشَطُ بِاَمْشَاطِ الْحَدِيْدِ مِنْ دُوْنِ لَحْمِهٖ وَ عَظْمِهٖ

[1] ''حسن صحیح'' سنن ابن ماجه كتاب الفتن، باب الصبر على البلاء : ٤٠٢٣ اور دیکھیے صحیح ابن ماجه : ٣٢٤٩۔ سلسلة الصحيحة : ١٤٣

فَمَا یَصُدُّہُ ذٰلِكَ عَنْ دِیْنِهٖ وَ اللّٰهِ لَیَتِمَّنَّ هٰذَا الْاَمْرَ حَتّٰی یَسِیْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ اِلٰی حَضْرَ مَوْتَ لَا یَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ ، وَ الذِّئْبُ عَلٰی غَنَمِهٖ وَ لٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ)) [1]

''تحقیق تم سے پہلے والے اہل ایمان میں سے (نیک) آدمی کو پکڑا جاتا، پھر زمین کھود کر اس میں اسے گاڑ دیا جاتا۔ پھر آری سے چیر کر اس کے دو ٹکڑے کر دیے جاتے اور بعض اہل ایمان کی ہڈی اور گوشت کے درمیان لوہے کی کنگھی پھیر دی جاتی۔ اس کے باوجود یہ آزمائش اسے دین سے ڈگمگا نہ سکتی تھی۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ اس کام (دین اسلام) کو پورا کر کے رہے گا، یہاں تک کہ اکیلا سوار صنعاء سے حضر موت تک سفر کرے گا، اسے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کا خوف نہ ہوگا۔ اس کے ریوڑ پر بھیڑیئے کا خوف نہ ہوگا، لیکن تم لوگ جلد بازی کر رہے ہو۔''

اے نوجوان مبلغ! ...... تمہارے ذمے اب یہ ہے کہ اپنے نفس کو صبر کرنے پر آمادہ کر لو اور اپنے نفس کو مستقل مزاجی، ثابت قدمی اور حق پر ڈٹے رہنے کا عادی بنا لو، اپنے اندر عقیدۂ قضاء وقدر کو گہرا کر دو، یہاں تک کہ آپ کامیابی تک پہنچ جائیں اور اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملیں کہ آپ انبیاء کرام، صدیقین، شہداء، صالحین اور اچھے رفقاء کے جھرمٹ میں ہوں۔

---

[1] صحیح البخاری ، کتاب الاکراہ ، باب من اختار الضرب والقتل والھوان علی الکفر: ۶۹۴۳، وابو داؤد: ۲۶۴۹۔

اللہ تعالیٰ نے جس مقصد کے لیے آپ کو پیدا کیا ہے اور جن اسباب کے لیے آپ کو وجود بخشا ہے اسے پہچان لو، بلاد اسلامیہ اور مسلم امت کو جو شدید خطرات لاحق ہیں ان کا تصور کر لو اور ہمیشہ فتح و نصرت کی اچھی امید رکھو، تاکہ آپ کے احساس و شعور سے مایوسی و ناامیدی کی جڑ کٹ جائے۔ اسلامی تاریخ میں جو عظیم لوگ ہمارے لیے قدر و نمونہ ہیں انہیں اپنا آئیڈیل بنا لیں تاکہ آپ کے اندر خود اعتمادی پیدا ہو جائے۔

دعوت و تبلیغ اور داعی کے فضائل کا آپ کو ادراک اور علم ہونا چاہیے تاکہ اپنے دائرے کے اندر رہتے ہوئے لوگوں کو نصیحت کر سکیں اور رب تعالیٰ کے پیغام کو مخلوق تک پہنچا سکیں۔ اچھے اسلوب کے ساتھ لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دیتے رہیں تاکہ لوگ آپ کی باتوں سے متاثر ہو کر آپ کی دعوت کو قبول کر لیں...... اپنے اندر عقیدۂ قضاء و قدر کو جاگزیں کر لیں تاکہ پیش آمدہ مشکلات پر صبر کر سکیں اور جو اللہ تعالیٰ نے آپ کی قسمت میں لکھ رکھا ہے اس پر راضی ہو کر شکر گزار رہ سکیں۔

مذکورہ بالا تمام گزارشات کا نچوڑ، لب لباب اور ثمر یہ ہے کہ:

❄ نوجوان پختہ اور غیر متزلزل ایمان سے مزین ہو جائیں۔ اس میں نرمی آنے نہ دیں۔

❄ اخلاص کا مجسمہ بن جائیں، جس میں تصنع اور دکھلاوے کا شائبہ تک نہ ہو۔

❄ عزم و ہمت کا ایسا پہاڑ بن جائیں جس میں ذرہ برابر بھی خوف اور جھجک کی

آمیزش نہ ہو۔ ثمر آور ہمیشگی کے ایسے کام کو اپنائیں جس میں سستی اور کاہلی نزدیک بھی نہ پھٹکے۔

❄ ایسی قربانی اور جاں نثاری کی جانب بڑھیں جس میں فتح ونصرت یا شہادت ہو۔

یہ پانچوں صفات ان نوجوانوں کے خصائص ہیں جو اللہ تعالیٰ سے عہد کرتے ہیں تو پورا کر کے دکھاتے ہیں اور ان لوگوں کے امتیازات میں سے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔

یہ تمام صفات عام طور پر نوجوانوں کے علاوہ کسی میں نہیں پائی جاتیں اور ان ہی نوجوانوں کے ساتھ خاص ہیں جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے ہوں اور ان ہی جوانوں کے رشد و ہدایت اور ایمان میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

جب آپ کی پرورش ایسی ہو اور جب آپ کی خصوصیات وصفات ایسی ہوں تو آپ خود ہی پہچان لیجیے کہ اس زندگی میں آپ کی کیا ذمہ داری ہونی چاہیے اور آپ کا سب سے بڑا مقصد کیا ہونا چاہیے۔

آپ ذمہ داری کی ادائیگی کے لیے اٹھیے۔ آپ کندھوں پر آمدہ امانت کو اٹھانے کے لیے مضبوط ہو جائیے۔ آپ کے راستے میں جتنے بھی مصائب و مشاکل کھڑے ہو جائیں، جتنی بھی آندھیاں آ جائیں، جتنے بھی آپ کے میدان میں مصائب وحوادثات آ جائیں مرد آہن بن کر کھڑے ہو جائیے۔

آپ کا مشن یہ ہونا چاہیے کہ جہاد مبارک کی طرف بڑھیں، یہاں تک کہ

اسلام کے جھنڈے کو تمام جھنڈوں سے بلند کر کے دم لیں اور اسلامی مملکت وسلطنت کو تمام بڑی سلطنتوں سے عزت وسیادت میں اعلیٰ و ارفع کر کے سعادت مند ہوں۔

حالیہ صدی آپ کی صدی ہے۔ آج کل کے دور کی بڑی ذمہ داری آپ کی مسئولیت کی ادائیگی ہے۔ اس ترقی یافتہ دور میں خاص طور پر بلاد اسلامیہ اور عمومی طور پر تمام انسانیت کو سرکش مادیت کے گھپ اندھیروں اور مادر پدر آزادی اور الحاد وگمراہی سے بچا کر حق وعرفان کی روشنی، توحید وایمان کے نور' سچائی اور اسلام کے چمکتے دمکتے سورج کی طرف لے جانا ہے۔

یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اخلاص وسچائی اور پختہ عزم کے ساتھ داعی الی اللہ کے ہمراہی بن کر نہ چلیں۔ پھر ساتھ ہی آہستہ آہستہ دین حنیف کی اصل حقیقت سے لوگوں کو روشناس نہ کرالیں اور دین اسلام کے اصل خصائص سے انہیں بہرہ مند نہ کریں، یہاں تک کہ امت اسلامیہ اسلام پر پختہ و ثابت قدم ہو جائے اور اسلامی شریعت ان میں راسخ ہو جائے۔

اس ترقی یافتہ دنیا کی جانب ملت اسلام کو نئے سرے سے لے جائیں۔ تب چہار دانگ عالم میں امن و آسودگی کا دور دورہ ہوگا۔ پھر دوبارہ نور ایمانی، پیغام اسلامی اور حقیقت توحید کی نعمت سے انسانیت بہرہ مند ہوگی...... ایسا کر کے دکھانا اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی مشکل نہیں۔

ممکن ہے آپ میں سے کوئی کہنے والا یہ کہے کہ اب ہمیں پڑھائی چھوڑنا ہوگی اور قرآنی امانت، رسالت کی تبلیغ اور امت کو نصیحت کرنے کے لیے یکسو ہونا پڑے گا۔ ایسا سوچنے والوں کو یہ جواب دینا مناسب ہوگا کہ اسباق اور پڑھائی بالکل نہ چھوڑیں، تبلیغ دین کے لیے علمی، فکری صلاحیتیں بڑھانا اہم مقاصد میں سے ہیں۔ ہر نوجوان طالب علم مسند درس پر بیٹھ کر بھی دوسروں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دے سکتا ہے۔

❄ ......کلاس میں بیٹھ کر دوسروں کو دعوت دیں۔

❄ ......گھر میں بیٹھ کر دوسروں کو دعوت دیں۔

❄ ......محلّہ میں قیام کر کے دوسروں کو دعوت دیں۔

❄ ......خاندان اور رشتہ داروں میں بیٹھ کر ان کو دعوت دیں۔

ان تمام کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائیں۔ ان کو اسلام کی حقیقت سے روشناس کرائیں۔ ان کو حلال وحرام سے آگاہ کریں۔ عمومی طور پر تمام کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں۔

زیر تعلیم نوجوانو----! یہ جملہ امور میٹرک اور یونیورسٹی سطح کے حصول تعلیم کیساتھ متصادم نہیں ہوتے ......اور یہ آپ کی علمی اور فکری صلاحیت بڑھانے سے متصادم نہیں ہوتے اور یہ تمام کام فارغ اوقات میں بھی تو ہوسکتا ہے اور یہ اہم کام اور آپ کی یہ دعوتی وتبلیغی ذمہ داری ساتھیوں کیساتھ جمع ہونے کے اوقات میں بہتر

طریقے پر ادا ہوسکتی ہے۔ آپ استراحت کے ٹائم میں بھی یہ عظیم کام ادا کر سکتے ہیں۔

وہ چیز جس کی میں آپ کو وصیت کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ آپ کا عمل پورا پورا آپ کے قول کے مطابق ہونا چاہیے تاکہ دعوت کی تاثیر زیادہ سے زیادہ ہو سکے اور مکمل طور پر آپ کی دعوت قبولیت عام حاصل کر سکے، امیر المومنین خلیفۂ راشد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جب لوگوں کو کسی کام کی طرف دعوت دینے نکلتے یا کسی چیز سے منع کرنے جاتے تو پہلے اپنے گھر والوں کو جمع کر کے انہیں حمد وصلاۃ کے بعد کہتے:

"میں لوگوں کو فلاں فلاں امور کی طرف دعوت دینے جا رہا ہوں اور فلاں فلاں چیز سے روکنے جا رہا ہوں، میں اللہ رب عظیم کی قسم کھا کے کہتا ہوں تم میں سے کسی کو ایسے کام کرتے نظر نہیں آنا چاہیے جس سے میں نے لوگوں کو منع کیا ہو اور کوئی ایسا کام چھوڑتے نہ دیکھوں جسے میں نے لوگوں کو کرنے کا حکم دیا ہو، وگرنہ میں شدید قسم کی سزا دوں گا۔"

یہ نصیحت کر کے لوگوں کو دعوت دینے نکلتے اور لوگ سمع واطاعت سے تاخیر نہ کرتے۔!!

اگر آپ کا کردار، آپ کی گفتار سے متصادم ہوگا تو اللہ نہ کرے کہ آپ غضب الٰہی اور عتاب ربانی کے سزا وار ہوں اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور عذاب کے مستحق ٹھہریں، اس لیے کہ قرآن حکیم میں اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ ○ كَبُرَ مَقْتًا

عِنۡدَ اللّٰهِ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا مَالَا تَفۡعَلُوۡنَ ﴾ [1]

"مسلمانو! ایسی بات منہ سے کیوں کہہ بیٹھتے ہو جس کو کر کے نہیں دکھاتے؟ اللہ تعالیٰ کو تو یہ ناپسند ہے کہ منہ سے کہو اور کرو نہیں۔"

اور امام بخاری و مسلم نے روایت کی ہے:

((عَنۡ اُسَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ : سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوۡلُ : يُؤۡتٰى بِالرَّجُلِ يَوۡمَ الۡقِيَامَةِ فَيُلۡقٰى فِيۡ النَّارِ فَتَنۡدَلِقُ أَقۡتَابَ بَطۡنِهِ، فَيَدُوۡرُ بِهَا كَمَا يَدُوۡرُ الۡحِمَارُ بَالرَّصٰى فَيَجۡتَمِعُ اِلَيۡهِ اَهۡلُ النَّارِ فَيَقُوۡلُوۡنَ : يَا فَلَانُ ! مَا لَكَ ؟ اَلَمۡ تَكُنۡ تَأۡمُرُ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ تَنۡهٰى عَنِ الۡمُنۡكَرِ؟ فَيَقُوۡلُ بَلٰى كُنۡتُ آمُرُ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَلَا آتِيۡهِ وَ اَنۡهٰى عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَ آتِيۡهِ)) [2]

"سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، قیامت کو ایک آدمی لایا جائے گا اور اسے آگ میں ڈالا جائے گا۔ اس کے پیٹ کی انتڑیاں باہر نکل آئیں گی اور وہ ان کے گرد ایسے چکر کاٹ رہا ہو گا جیسے گدھا چکی کے گرد کاٹتا ہے۔ جہنمی اکٹھے ہو جائیں گے اور کہیں گے، اے فلاں! تجھے کیا ہوا؟ کیا تو اچھی باتوں

1. الصف : ۲۔۳۔
2. صحیح مسلم ، کتاب الزهد ، باب عقوبة من یأمر بالمعروف ولا یفعله وینهیٰ عن المنکر ویفعله : ۷۴۸۳۔

کا حکم نہیں کرتا تھا؟ اور برائی سے منع نہیں کرتا تھا؟ وہ کہے گا کیوں نہیں! میں نیکی کا حکم تو کرتا تھا مگر میں خود اس پر عمل نہیں کرتا تھا اور لوگوں کو منکرات سے منع کرتا تھا مگر میں خود اسے کیا کرتا تھا۔''

جب انسان اپنے نفس پر کنٹرول کر کے نفسانی خواہشات پر فتح پا لے، ایمان کے ساتھ متصف ہو جائے اور تقویٰ پرہیزگاری کا زیور پہن لے، یقین کامل سے مسلح ہو جائے تب زندگی اس کے لیے آسان ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں آمدہ تکالیف اس کے لیے معمولی بن جائیں گے اور دعوتی میدان میں اچھے اثرات مرتب ہوں گے اور اس کے ہاتھوں گمراہ اور منحرف انسانوں کو ہدایت نصیب ہو گی اور نامور مبلغین اسلام کی صفوں میں شامل ہوگا اور کامیاب رہنماؤں میں سے ایک راہنما بنے گا اور ہمیشہ غالب آنے والے لشکروں میں شمولیت کا شرف حاصل ہوگا۔

آخر میں مَیں آپ تمام باغیرت، حمیت دین رکھنے والے، اسلام کے فدائیوں اور مجاہدین کو وصیت کرتا ہوں کہ دعوت کے میدان میں آسانی اور نرمی برتنے کے زیور سے مزین ہو جائیں۔ آپ کی دعوت حکمت اور موعظۂ حسنہ کیساتھ ہو، اس لیے کہ کامیاب داعی کی صفات میں سے ایک نمایاں وصف یہ ہے کہ نرمیٔ گفتار سے متصف ہو، دعوت و تبلیغ میں پختگی ہو اور اچھے اخلاق کا مالک ہو۔

دعوت کے مؤثر اور قبولیت میں نمایاں ہونے کے اہم محرکات میں سے لطف و

نرمی اور آسانی پیدا کرنے والی صفات ہیں، بلکہ یہ ان مکارمِ اخلاق میں سے ہیں جن کی رسول اکرم ﷺ وصیت کیا کرتے تھے اور اسی کی ترغیب دیتے تھے۔ جیسے کہ امام بیہقی نے روایت کیا ہے:

((عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ : مَنْ اَمَرَ بِالْمَعْرُوْفِ فَلْيَكُنْ أَمْرُهٗ بِمَعْرُوْفٍ)) ❶

''عمرو بن شعیب رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ''جو لوگوں کو نیکی کا حکم دے، اسے چاہیے کہ اچھے طریقے سے حکم دے۔''

ایک حدیث میں ہے کہ:

((اِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ وَ يُعْطِى عَلَى الرِّفْقِ مَالَا يُعْطِى عَلَى الْعُنْفِ)) ❷

''بے شک اللہ تعالیٰ نرمی والا ہے، نرمی کو پسند کرتا ہے۔ نرمی پر وہ کچھ دیتا ہے جو سختی پر نہیں دیتا۔''

---

❶ ''ضیعف جداً۔ رواہ البیھقی فی ''الشعب''۔ وھو فی سلسلة الأحادیث الضعیفة للألبانی : ٥٩٠۔

❷ ''صحیح'' سنن ابی داؤد ، کتاب الأدب ، باب فی الرفق : ٤٨٠٧۔ دیکھیے صحیح ابی داؤد ، : ٤٠٢٢۔ اور دیکھیے صحیح الجامع للألبانی : ١٧٧١۔

اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ﷺ کی سیرت کے انمول نمونوں کا ذکر گزر چکا ہے کہ آپ ﷺ لوگوں کو کیسے دعوت دیتے تھے؟ صحابہٴ کرام سے کیسے معاملات کرتے تھے؟ ان کے دل و دماغ پر کیسے اثر انداز ہوتے تھے؟

پیارے نوجوانو----! اب آپ پر ضروری ہے کہ اچھے اخلاق سے مزین ہو جائیں۔ دوسروں پر اچھے اثرات مرتب کرنے کے لیے عمدہ اسلوب اختیار کریں صاحب خلق عظیم رسول اکرم ﷺ کے اعلیٰ و ارفع نمونوں پر عمل پیرا ہو جائیں۔ لوگوں کے ساتھ نرمی برتنے میں اور دعوت دینے کے طریقوں میں۔ جب آپ بھی اسی معیار کی نرمی، طریقہٴ دعوت اور اخلاق کے حامل ہونگے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کی تاثیر لوگوں میں گہری ہو گی، قبولیت دعوت بہت ہی قوی ہو گی، آپ کے ہاتھوں خیر کثیر رونما ہوگا۔

گزارشات کے اختتام پر یہ کہوں گا کہ عزم و ہمت، جہد مسلسل اور کوشش پیہم کے بازوؤں کو مضبوط کر لو، اپنے کندھوں سے کوتاہی، کمزوری اور سستی کے غبار جھاڑ دو، دعوت الی اللہ کے راہی بن جاؤ۔ پیغامِ رسالت کو لوگوں تک پہنچانے میں مگن ہو جاؤ۔ امید ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ کے ہاتھوں تاریخ کے دھارے بدل دے گا۔ امید ہے کہ مسلمانوں کی جاہ وحشمت لوٹ آئے۔ یہ سب کچھ آپ کے جہاد اور قربانیوں کی برکت سے ہی ہوسکتا ہے۔ آپ سوئی ہوئی امت کی روح ہیں، امت کی شریانوں میں دوڑتا ہوا خون ہیں اور امت کا دھڑکنے والا دل، پختہ عزم

....

اور مضبوط ارادوں کے امین ہو۔

امت کے باغیرت جوانوں کا جہاد خرق عادات اور عجیب وغریب جوہر دکھا سکتا ہے۔ مجاہدین عزت واکرام کے ایسے مقاصد حاصل کر سکتے ہیں جن تک پہنچنا کمزور اور ضعیف انسان کے بس کی بات نہیں۔ اس لیے کہ جیسا ہم نے اندازہ لگایا نوجوان ایک زبردست قوت ہیں، اگر ایمان سے بھرپور سرگرمیاں دکھانے والی ان قوتوں اور طاقتوں کو مضبوط ومنظّم کیا جائے اور کسی مقصد پہ ڈال دیا جائے تو قوموں کا رخ بدل سکتے ہیں۔ بلندیوں کے اعلیٰ درجات تک پہنچا سکتے ہیں اور ترقی یافتہ قوموں کی اگلی صفوں میں انہیں لا کھڑا کر سکتے ہیں۔

جب ہم امت اسلامیہ کو قوت وترقی میں سے وافر حصہ لیتے دیکھیں گے، تہذیب وتمدن اور علم وآگہی کے زینے چڑھتے دیکھیں گے اور ان تمام کے بعد ہم ایسے نوجوانوں کو دیکھیں گے جو اپنے رب پر ایمان لائے ہوں اور اسلام کا پیغام پہنچانے کی ذمہ داری نبھا رہے ہوں، دنیا کی رنگینیوں اور عیاشیوں سے کنارہ کش ہوں، خلوص نیت کے ساتھ جہاد کو مسلسل جاری رکھنے کا پختہ عزم کیے ہوں اور دعوت وتبلیغ کا کام متواتر جاری رکھے ہوئے ہوں، یہاں تک کہ جن مقاصد کی امت اسلامیہ کو تمنا تھی ان تک رسائی حاصل کرسکیں اور اسلامی ترقی اوج ثریا تک پہنچ جائے۔

ایک اسلامی شاعر نے نیک اور مخلص نوجوانوں کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

شَبَابٌ ذَلَّلُوا سُبُلَ الْمَعَالِی   وَ مَا عَرَفُوا سِوَی الْاِسْلَامِ دِیْنًا

تُعَهِّدُهُمْ فَاَنْبَتُهُمْ نَبَاتًا   کَرِیْمًا طَابَ فِی الدُّنْیَا غَصُوْنًا

اِذَا شَهِدُوا الْوَغٰی کَانُوا کُمَاةً   یَدُکُّوْنَ الْمَعَاقِلَ وَ الْحَصُوْنَا

وَ اِنْ جَنَّ الْمَسَاءُ فَلَا تَرَاهُمْ   مِنَ الْاِشْفَاقِ اِلَی سَاجِدِیْنَا

وَ هٰکَذَا اَخْرَجَ الْاِسْلَامُ قَوْمِیْ   شَبَابًا مُخْلِصًا حُرًّا اَمِیْنًا

عَلَّمَهُ الْکَرَامَةَ کَیْفَ تُبْنَی   فَیَاْبَی اَنْ یَذِلَّ اَوْ یَهُوْنَا

''ایسے نوجوان جنہوں نے ترقی اور بلندیوں کے تمام راستے مسخر کر لیے، انہوں نے دین اسلام کے علاوہ کوئی اور دین پہچانا ہی نہیں۔''

''اسلام نے ان کے ایمان کی تجدید کرتے ہوئے ایسا پودا اگایا جو عمدہ ہے اور جس کی شاخیں اس دنیا میں اچھی ہیں۔''

''جب جنگوں میں حاضر ہوتے ہیں تو بہادر زرہ پوش بن جاتے ہیں۔ محلات اور قلعوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دیتے ہیں۔''

''اگر رات کی تاریکی چھا جائے تو تم ان کو نہیں دیکھتے مگر اللہ تعالیٰ کے ڈر اور خوف سے سجدے کی حالت میں۔''

''اسی طرح اسلام نے میری قوم میں سے نکالے ہیں مخلص، آزاد منش اور امانت دار نوجوان۔''

''بزرگی اور عظمت کیسے بنائی ہے؟ اسے سکھایا ہے۔ پس ذلت اور رسوائی

کے ہر سبب سے دور رہتا اور انکار کرتا ہے۔''

ان شاء اللہ آپ ہی وہ نوجوان ہونگے جنھوں نے ترقی اور بلندیوں کے تمام راستے مسخر کیے ہوں گے اور ان نوجوانوں میں سے ہوں گے جنھوں نے اسلام کے علاوہ کسی اور دین و مذہب سے ذرا بھی عقیدت نہ رکھی ہو اور آپ ہی ان نوجوانوں میں سے ہونگے جنھوں نے عبادت اور جہاد دونوں کو اپنے اوپر لازم کیا ہوگا۔ تزکیۂ نفس کے ساتھ دعوت الی اللہ بھی جاری رکھی ہوگی اور ان نوجوانوں میں سے ہوں گے جنھوں نے عزت وکرامت کے زیور سے خود کو مزین کیا ہو، ذلت اور رسوائی کو ناپسند کرتے ہوں اور ان نوجوانوں میں سے جن کے ہاتھوں اسلام کو بلندی اور شرف حاصل ہو اور سلطنت اسلامیہ کے سنگھار دان تیار ہوں۔ تب مومن اللہ کی مدد سے خوش ہونگے۔ اللہ کریم جس کی چاہے مدد کرتا ہے وہی غالب اور مہربان ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اچھی باتوں کو سن کر اور پڑھ کر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان لشکروں میں سے کردے جو اخلاص کے ساتھ دعوتی کام کرتے ہوں اور رب تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچاتے ہوں اور سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور سے نہ ڈرتے ہوں اور اللہ ہی ہے جس سے بہترین امید رکھی جا سکتی ہے اور ہر اچھا سوال اسی سے کیا جا سکتا ہے۔

﴿ وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ﴾